جلد ۴ دسمبر ۱۹۶۳ء شمارہ ۱۲

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپے فی پرچہ ۶۰ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان!

انصار اللہ

دسمبر ۱۹۶۳ء

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ: چھ روپے ⁂ فی پرچہ ۶۰ پیسے

فہرست مضامین

طابع و ناشر :- چوہدری محمد ابراہیم ؛ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
(دار الصدر جنوبی - ربوہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۴ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۲

۱۵ ر دسمبر ۱۹۶۳ء

اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ

اللہ تعالیٰ کا مامور تمہیں بلا رہا ہے آؤ اور دیوانہ وار کھنچے چلے آؤ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مامور پر ایمان لانے والوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ جب بھی وہ مامور انہیں بُلائے تو اُن کا اوّلین فرض یہ ہے کہ وہ سب کام کاج چھوڑ کر فوراً اُس کی آواز پر لبّیک کہیں اور دیوانہ وار اُس کے گرد آ جمع ہوں۔ اُس نے واضح فرمایا ہے کہ مامور من اللہ جب بھی اپنے متبعین کو جمع ہونے کے لئے پکارتا ہے تو اس کا بجز اس کے اور کوئی مقصد نہیں ہوتا کہ وہ انہیں روحانی طور پر ایک نئی زندگی سے ہمکنار کرے۔ اُن کی سُستیاں اور غفلتیں دُور ہوں، اُن کے دلوں کے زنگ دُھلیں، اور وہ نئی امنگوں اور نئے عزائم سے مالا مال ہو کر اُس کے دین کی راہ میں پہلے سے بھی بڑھ کر مستعدی اور جانفشانی کے ساتھ مصروف عمل ہو جائیں اور اِس طرح اُس کے بے انداز اجر و ثواب اور افضال و انعامات کے وارث ٹھہریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ	اے مومنو! اللہ اور اُس کے رسول کی آواز پر لبّیک کہو جبکہ وہ رسول تم کو زندہ کرنے کے لئے پکارے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ (الانفال آیت ۲۵)	اور جان لو کہ اللہ انسان اور اُس کے دل میں حائل ہے اور تم اُسی کی طرف زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو نہیں بلکہ ایمان لانے والوں کو اللہ اور اُس کے رسول کی آواز پر کان دھرنے اور لبیک کہنے کا حکم دیا ہے۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیتے وقت یہ نہیں فرمایا کہ " اللہ اور اُس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو جب وہ تمہیں پکاریں " بلکہ فرمایا یہ ہے کہ " اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو جب رسول تمہیں پکارے " یعنی لبیک کہنے کا حکم دیا اللہ اور رسول دونوں کی آواز پر اور آگے فرمایا یہ کہ اُس وقت دونوں کی آواز پر لبیک کہو جب رسول تمہیں پکارے۔ یہ اِسی لئے فرمایا تا کہ ظاہر ہو کہ رسول کا پکارنا در اصل اللہ ہی کا پکارنا ہے کیونکہ رسول مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کے تحت جب بھی پکارتا ہے خدا ہی کے حکم اور اُس کے منشاء سے پکارتا ہے۔ اُس کی آواز پر لبیک کہنا فی الاصل خدا ہی کی آواز پر لبیک کہنا ہے اور اس کی آواز پہ کان نہ دھر کر رُوگردانی اختیار کرنا فی الاصل خدا کی آواز پر کان نہ دھر کر اُس سے روگردانی اختیار کرنے کے مترادف ہے۔

پھر فرمایا کہ اے وہ لوگو! جو میرے رسول پر ایمان لائے ہو یاد رکھو کہ میرا رسول جب بھی تمہیں پکارتا اور اپنے پاس بلاتا ہے تو اِس لئے کہ لِمَا يُحْيِيْكُمْ تا کہ تم کو زندہ کرے یعنی تمہیں ایک نئی زندگی عطا کرے۔ اِس کے بغیر تم آپ ہی آپ نئی زندگی حاصل نہیں کر سکتے اِس کی وجہ یہ ہے کہ اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اُس کے دل کے درمیان حائل ہے یعنی انسان کے دل کو بدلنا اور اُس کے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنا خدا کے اختیار میں ہے انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ سو تم اُس کے بھیجے ہوئے رسول یا مامور کی آواز پر لبیک کہنے اور اس کے حضور میں آ جمع ہونے سے ہی ایک نئی زندگی حاصل کر سکتے ہو نہ کہ اس سے روگردانی اختیار کر کے۔

جب یہ ظاہر ہو گیا کہ مامور کی آواز در اصل خدا کی آواز ہوتی ہے اور اس کا پکارنا خدا ہی کا پکارنا ہوتا ہے اور اس کی آواز پر لبیک کہنے سے ہی نئی زندگی ملتی ہے تو پھر ایمان لانے کے بعد مامور کی آواز پر لبیک نہ کہنا اور اس سے رُوگردانی اختیار کرنا کوئی معمولی فروگذاشت متصوّر نہیں ہو سکتی یہ اتنا بڑا جُرم بن جاتا ہے کہ جو عند اللہ قابلِ مواخذہ ہو۔ اِسی لئے اگلی آیت میں خدا تعالیٰ نے خبردار فرمایا ہے کہ جو لوگ ایمان لانے کے بعد مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہنے سے پہلو تہی اختیار کریں گے اور اُس کی آواز کو درخورِ اعتناء نہ سمجھیں گے وہ اپنے طور پر خواہ کیسے ہی نیک کیوں نہ ہوں اِس بے اعتنائی اور لاپرواہی کے نتیجہ میں کسی نہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں اور کچھ بعید نہیں کہ اصلاح اور تلافی نہ ہونے کی صورت میں مستحقِ عذاب بھی ٹھہریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مامور من اللہ کی آواز پر

لبیک نہ کہنے کے بُرے انجام سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○
(الانفال آیت ۲۶)

اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو کہ تم میں سے صرف ظالموں کو ہی نہیں پہنچے گا (کیونکہ غیر ظالم بھی جو رسول کی آواز پر لبیک نہ کہیں گے اس میں مبتلا ہو سکتے ہیں) اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ کا عذاب یقیناً بہت سخت ہوتا ہے

مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہنے کی اہمیت اور اس سے رُوگردانی اختیار کرنے کی انتہائی مضرت کے پیش نظر ہی اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیات (الانفال آیات ۲۵، ۲۶) سے قبل ایمان لانے والوں کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے انہیں تاکید کی ہے کہ وہ ایسا نمونہ نہ دکھائیں کہ ان کا شمار ایمان لانے کے باوجود مُنہ پھیر کر جانے والوں میں ہو نیز خبردار فرمایا ہے کہ ایسے لوگ جو رسول کی بات کو سُن کر اسے درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے وہ اپنی بے عقلی کے باعث حیوانات سے بھی بدتر ہیں۔ چنانچہ فرمایا :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا وَاَنْتُمْ
تَسْمَعُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ○
اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ
الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ○
(الانفال آیات ۲۱ تا ۲۳)

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان میں سے کسی سے مُنہ نہ پھیرو اس حالت میں کہ تم (اس کا حکم) سُن رہے ہو۔ اور ان لوگوں کی طرح مت بنو جنہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم سُنتے ہیں مگر فی الحقیقت وہ سُنتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک حیوانات سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو (کان اور زبان رکھنے کے باوجود) بہرے اور گونگے ہیں اور جو کچھ بھی عقل نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ نے مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہنے کی اہمیت اور اس سے پہلو بچا کر چلے جانے کی انتہائی مضرت کو قرآن میں ایک اور جگہ بھی بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ
كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ
لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ
عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ
يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (النور آیت ۶۴)

اے مومنو! یہ نہ سمجھو کہ رسول کا تمہیں از دیگر بلانا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو پہلو بچا کر چلے جاتے ہیں پس جو رسول کے حکم کے خلاف عمل کرتے ہیں انہیں چاہیئے کہ اس بات سے ڈریں کہ وہ کسی آفت میں مبتلا نہ ہو جائیں، یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

یہ سب آیات اِس امر پر گواہ ہیں کہ ایمان لانے والوں کا یہ فرض ہے کہ خدا کا مامور جب بھی انہیں آواز دے کر بُلائے تو وہ بلا تأمل و بلا توقف فوراً لبیک کہیں اور ہرگز ہرگز رُوگردانی کی راہ اختیار نہ کریں ورنہ وہ عنداللہ قابلِ مؤاخذہ ہوں گے اور کچھ عجب نہیں کہ اصلاح اور تلافی نہ ہونے کی صورت میں مستحقِ عذاب بھی بن جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جو ان آیات کے اوّلین مخاطب تھے مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہنے اور اُس پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے کی بنیادی اہمیت اور اُس سے پہلوتہی کی انتہائی مضرت سے پوری طرح باخبر تھے۔ وہ ہمیشہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد پروانوں کی طرح جمع رہتے اور ہر آن منتظر رہتے کہ حضورؐ کی زبانِ مبارک سے کوئی حکم صادر ہو اور وہ اُس کی تعمیل میں ایک دوسرے پر سبقت لے جا کر خدائی افضال و انعامات اور ان کے طفیل حیاتِ ابدی کے وارث ٹھہریں۔ جس قدر دنیا کی محبت کی طرف سے اُن کے دل سرد تھے اُسی قدر حصولِ حسنات کے لئے اُن کے دلوں میں ایک خاص گرمی و تپش اور جذبہ و جوش پایا جاتا تھا۔ وہ حد درجہ بے نفس و بے ریا ہونے کے باوجود حصولِ حسنات کے معاملہ میں بے انتہا حریص واقع ہوئے تھے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آواز پر دیوانہ وار لبیک کہنا ان کی فطرت کا ایک انتہائی اہم تقاضہ بن گیا تھا۔ اُن کے لئے حضورؐ کی آواز پر لبیک کہنے میں سوچ بچار یا توقف و تأمل کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ وہ جانتے تھے اور اچھی طرح اِس حقیقت سے باخبر تھے کہ اگر اِس بارہ میں اُن سے ذرا بھی لغزش ہوئی تو یہ حبطِ اعمال پر منتج ہو کر انہیں خسرانِ مبین میں مبتلا کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ حضورؐ نے انہیں بے شمار اور اَن گنت مواقع پر بلایا اور ایک دفعہ بھی تو ایسا نہیں ہوا کہ انہیں دیوانہ وار لبیک کہنے میں ذرا بھی تأمل ہوا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ اُن میں سے ہر ایک نے حضورؐ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان، اپنے مال، اپنی عزت اور اپنے وقت کو اِس شان سے قربان کر دکھایا کہ تاریخِ عالم اِس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

مثال کے طور پر جنگِ بدر کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو بلا کر مشورہ طلب کیا تو انہوں نے حضورؐ کی آواز پر لبیک کہنے کا ایسا بے نظیر نمونہ دکھایا کہ اس کے تصور پر آج بھی متبعین ہی نہیں معاندین کی گردنیں بھی احترام سے جھک جاتی ہیں۔ حضورؐ چاہتے تھے کہ کسی ایک شخص کو بھی اُس کی مرضی کے خلاف جنگ میں شریک نہ کیا جائے اسلئے حضورؐ نے صحابہؓ کو طلب فرما کر ان سے دریافت فرمایا کہ آیا ہمیں حملہ آور دشمن کے لشکرِ جرّار کا مقابلہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ صحابہؓ کیا مہاجرین اور کیا انصار پروانوں کی طرح حضورؐ کے گرد آ جمع ہوئے۔ مہاجرین تو اپنی جانیں لڑا دینے کے لئے تیار تھے ہی۔ انہوں نے دشمن کا مقابلہ کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے بڑھ چڑھ کر اپنی جانیں قربان کرنے کا یقین دلایا۔ سوال تو انصار کا تھا کہ وہ کیا رویّہ اختیار کرتے ہیں کیونکہ حضورؐ

کے مدینہ تشریف لانے سے قبل انہوں نے حضورؐ سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر مدینہ کے اندر حضورؐ پر یا مہاجرین پر کسی دشمن نے حملہ کیا تو وہ اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر حضورؐ کی اور مہاجرین کی حفاظت کریں گے۔ اس میں مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنے کا کوئی ذکر نہ تھا۔ لیکن اُس موقع پر انصار کے سرداروں نے اس محدود معاہدہ کو خود ہی یک قلم منسوخ کرتے ہوئے بڑے ہی والہانہ انداز میں کہا "یا رسول اللہ! اب اُس معاہدہ کا کوئی سوال ہی نہیں۔ ہم موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (تو اور تیرا رب دونوں جاؤ اور دشمنوں سے جنگ کرتے پھرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں) بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور یا رسول اللہ! دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں پر سے گزرتا ہوا نہ جائے۔ یا رسول اللہ! جنگ تو ایک معمولی بات ہے، یہاں سے تھوڑے فاصلے پر سمندر ہے، آپ ہمیں حکم دیں اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دو، ہم بلا دریغ اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے سمندر میں کود پڑیں گے۔

اسی طرح جنگِ حنین کے موقع پر جب کفار کے حملہ کی تاب نہ لا کر وہ نو مسلم، جو ابھی پختہ کار نہیں تھے اور وقتی جوش کے ماتحت میدانِ جنگ میں پیش پیش تھے بھاگ کھڑے ہوئے اور جس کی وجہ سے اسلامی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور سوائے چند صحابہؓ کے میدانِ جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اور کوئی نہ رہا تو حضرت عباسؓ کی یہ ندا جو انہوں نے آنحضورؐ کے حکم سے بلند کی تھی کہ "اے مسلمانو! خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے" صورِ اسرافیل بن کر اُن کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہی مسلمان جو اپنی سواریوں کے بے قابو ہو جانے کے باعث افراتفری اور لاچاری کے عالم میں میدانِ جنگ سے بھاگے جا رہے تھے یہ اعلان سنتے ہی کہ "خدا کا رسول تمہیں بلا رہا ہے" اپنی سرکش سواریوں پر سے کود پڑے اور انہوں نے پا پیادہ ہی دیوانہ وار میدانِ جنگ کی طرف واپس بھاگنا شروع کر دیا۔ اُن میں سے بعض نے تو اپنے بد کے ہوئے بے قابو گھوڑوں کی گردنیں اُڑا دیں کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہنے میں مزاحم ہو رہے تھے۔ الغرض دیکھتے ہی دیکھتے اسلامی لشکر پھر جمع ہو گیا اور اس نے دشمن پر ایسا حملہ بولا کہ شکست فتح میں بدل گئی۔ یہ سب اس لئے ممکن ہوا اور یہ محیّر العقول معجزہ اس لئے ظہور میں آیا کہ صحابہؓ کے کانوں میں یہ آواز پڑتے ہی کہ خدا کا رسول اُنہیں بلا رہا ہے اُن پر ایک وارفتگی کا عالم طاری ہو گیا اور ایک انتہائی شدید فطری تقاضہ کے ماتحت وہ فوراً "لبیک یا رسول اللہ! لبیک" کہتے ہوئے میدانِ جنگ میں واپس پہنچ کر دوبارہ حضورؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک سے پہلو تہی اور رُوگردانی انہیں فتنہ میں مبتلا کر کے مستحقِ عذاب بنا دے گی۔

یہ دو واقعات ہی اس حقیقت کو آشکار کرنے کے لئے کافی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر

لبیک نہ کہنا ایک ایسا امر تھا جسے صحابہؓ تصوّر میں بھی نہ لا سکتے تھے۔ فطری تقاضہ کے طور پر لبیک کہے بغیر وہ رہ ہی نہ سکتے تھے۔ اُن کا یہ فطری تقاضہ ہی تھا کہ جو اُنہیں ایک نئی زندگی سے ہمکنار کرنے کا موجب بنا اور وہ ایک دنیا کو راہِ راست پر لانے کا وسیلہ ٹھہرے۔

ہم جو سلسلۂ احمدیہ میں داخل ہونے کے باعث اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مصداق ہیں قرآنِ مجید کی مذکورہ بالا آیات کے اسی طرح مخاطب ہیں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اِن کے اوّلین مخاطب تھے ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اُس مامور پر ایمان لانے کی غیر معمولی توفیق سے نوازا ہے جس کی بعثت نبوتِ محمدیہ کی یہ پیرایۂ جدید ایک تجلّی کا درجہ رکھتی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق جس کی بعثت سے دنیا میں اسلام کے ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والے ہمہ گیر غلبہ کی نہایت مستحکم اور پائیدار بنیاد پڑی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم قرآنی حکم کی تعمیل میں مامور من اللہ کی ہر آواز پر لبیک کہنے میں ایسا ہی اعلیٰ نمونہ پیش کریں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے پیش فرمایا اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر والہانہ لبیک کہنا ان کے لئے ایک فطری تقاضہ کی حیثیت رکھتا ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ حضورؐ کی طرف سے آواز بلند ہو اور اِدھر اُن کی طرف سے بجز لبیک کہنے کے کوئی اور ردِّ عمل ظاہر ہو۔ آج ہمارے لئے لبیک کہنے کا ایسا ہی بے نظیر نمونہ دکھانے کا پھر موقع آن پہنچا ہے اس لئے کہ جلسہ سالانہ کے انعقاد کا اعلان ہو چکا ہے، اُسی جلسہ سالانہ کا، جس کے متعلق آج سے ۷۲ سال قبل امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِذَا دَعَاکُمْ کے تحت خدائی حکم اور منشاء کے مطابق نہایت درجہ تاکید کے رنگ میں فرمایا تھا:۔

> "آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتّی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سُننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اِس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔"
>
> (آسمانی فیصلہ)

نیز احباب کو اِس حکم کا بہ دل وجان پابند بنانے اور اس پر زندگی بھر پورے تعہد کے ساتھ عمل کرتے چلے جانے کی تاکید کرتے ہوئے مزید فرمایا:۔

"بہتر ہوگا جو صاحب احباب میں سے اِس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص

کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں اُن تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کیلئے عہد کرلیں اور بدل وجان پختہ عزم سے حاضر ہوجایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حدِ اختیار سے باہر ہوجائے۔" (آسمانی فیصلہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حکم جس کی ندا حضور نے آج سے ۷۲ سال پہلے بلند کی تھی اور جس پر لبیک کہتے ہوئے حضور کے جاں نثار صحابہؓ دیوانہ وار کھنچے چلے آتے تھے ایک دائمی حکم ہے کیونکہ حضور نے فرمایا ہے کہ آئندہ جب بھی سال بہ سال جلسہ کی تاریخیں آئیں تو جملہ داخلینِ سلسلہ بیعت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ تمام دنیوی مصروفیات اور کاروبار ترک کرکے اس للّٰہی جلسہ میں شمولیت کی غرض سے مرکز میں آجمع ہوں۔ حضور نے اس میں شمولیت کی تاکید کرتے ہوئے اِس امر پر زور دیا کہ احباب اِس جلسہ کے عظیم الشان فوائد کے پیشِ نظر معمولی حرج یا دنیوی نقصان کی پرواہ نہ کریں اگر انہیں نقصان اٹھا کر بھی آنا پڑے تو آئیں اور ضرور آئیں۔ چنانچہ فرمایا:-

"ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

اِس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور علیہ السلام نے صرف زادِ راہ کی استطاعت رکھنے والوں کے لئے جلسہ سالانہ میں شرکت لازمی قرار دی ہے اور باقی دوستوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ نہیں، یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ حضور کی تو یہ خواہش تھی کہ اس للّٰہی جلسہ میں جو خدائی حکم کے ماتحت ہمیشہ ہمیش کے لئے جماعت میں جاری کیا جا رہا ہے کوئی ایک فردِ جماعت بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو اس میں شرکت کی سعادت سے محروم رہے۔ رہے باقی وہ احباب جو زادِ راہ کی استطاعت نہیں رکھتے اُن کے متعلق حضور نے لازمی قرار دیا کہ وہ استطاعت پیدا کریں اور اس کا طریق یہ بتایا کہ وہ تمام سال اِس فکر میں لگے رہیں کہ اُن کے پاس سال کے دوران اتنی رقم

ضرور جمع ہو جائے کہ جو انہیں زادِ راہ کی استطاعت سے بہرہ ور کر دے۔ چنانچہ حضورؑ نے ایسے احباب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایۂ سفر میسّر آجائے گا گویا یہ سفر مفت میسّر ہو جائے گا۔" (آسمانی فیصلہ)

اس سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام نے جلسۂ سالانہ میں شمولیت کو ہر احمدی کے لئے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب، صاحبِ استطاعت ہو یا کم مقدرت، لازمی اور ضروری قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے ہر احمدی کا یہ اوّلین فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ کے تحت حضورؑ کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے دیوانہ وار اپنے مرکز میں کھنچا چلا آئے اور جلسہ میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہو۔

جلسۂ سالانہ میں شمولیت سے متعلق حضور علیہ السلام کے دائمی حکم کے مندرجہ بالا اقتباسات اُس ندا کا درجہ رکھتے ہیں جو حضورؑ نے اِذَا دَعَاکُمْ کے تحت بلند فرمائی۔ اب ہم ذیل میں اس دائمی حکم کے وہ حصے پیش کرتے ہیں جو لِمَا یُحْیِیْکُمْ کے ذیل میں آتے ہیں اور جن میں حضورؑ نے اس الٰہی جلسہ کی غرض و غایت، عظمت و اہمیت اور عظیم الشان فوائد و برکات پر روشنی ڈالی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال کی آیت ۲۵ میں بتایا ہے کہ مامور من اللہ آواز دے کر جب اپنے متبعین کو اپنے گرد جمع ہونے کے لئے بلاتا ہے تو اُس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ انہیں دنیوی آلائشوں سے پاک کر کے ایک نئی زندگی عطا کرے۔ وہ نئی زندگی جس کے نتیجہ میں انسان حیاتِ ابدی سے ہمکنار ہوتا ہے ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے سے ملتی ہے اور انسان میں پاک تبدیلی ہو نہیں سکتی جب تک کہ دنیا کی محبت سرد نہ پڑے اور انقطاعِ کلّی کے بعد یکسر خدا ہی کا نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضورؑ نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت جلسۂ سالانہ

کی بنیاد ڈالی اور اس میں شرکت کے لئے اپنے اصحاب کو بُلایا اور اُن سے سال بہ سال اس میں شامل ہونے کا عہد لیا تو اُس وقت حضورؑ نے اس کی غرض یہی بیان فرمائی کہ تا احباب جماعت اس میں شامل ہو کر ایک نئی زندگی سے ہمکنار ہوں، ایسی نئی زندگی سے جو انہیں حیاتِ ابدی کا وارث بنا دے حضورؑ نے فرمایا :-

"تمام مخلصین داخلینِ سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبّت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا ئے تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دُعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعفِ فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بُعدِ مسافت یہ میسّر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہذا قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے مقرر کئے جائیں جن میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرطِ صحت و فرصت و عدم موانع قویّہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔" (آسمانی فیصلہ)

نیز مزید فرمایا :-

"اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش

کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔" (آسمانی فیصلہ)

اب چونکہ پاک تبدیلی اور نئی زندگی کے حصول کو اللہ تعالیٰ نے اِس جلسہ میں شمولیت کے ساتھ خاص فرمایا تھا اس لئے حضورؑ نے اِس کی عظمت واہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اِس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اِس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملینگی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

سورۂ انفال اور سورۂ نور کی مندرجہ بالا آیات نیز جلسہ سالانہ کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت درجہ تاکیدی ارشادات اِس حقیقت پر گواہ ہیں کہ جلسہ سالانہ میں شمولیت کی ندا جو ایک دائمی حکم کے طور پر حضور علیہ السلام نے آج سے ۷۲ سال پہلے بلند کی تھی۔ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ کے قرآنی حکم کے تحت بلند ہونے والی ندا ہے اور ہمارا یہ اوّلین فرض ہے کہ ہم اب جبکہ اِس الٰہی جلسہ کے انعقاد کے دن بالکل قریب آگئے ہیں، اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ پر عمل کا نہایت مہتم بالشان نمونہ دکھائیں اور دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے اپنے مرکز میں آ جمع ہوں۔

سو اے مسیح محمدی پر ایمان لاکر زمرۂ مومنین میں شمولیت کا شرف حاصل کرنے والو! سنو اور بغور سنو کہ خدا کا مامور اپنے دائمی حکم کے ذریعہ تمہیں اپنے مرکز میں آ جمع ہونے کے لئے آواز دے رہا ہے۔ وہ تمہیں پکار رہا ہے اور پکار پکار کر بلا رہا ہے کہ ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔ وہ کہہ رہا ہے اور بآوازِ بلند کہہ رہا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں

کی پرواہ نہ کرو کیونکہ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اُس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی۔

پھر وہ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ اِس للّٰہی جلسہ کی غرض بجز اِس کے اَور کچھ نہیں ہے کہ تمہارے اندر سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو اور یقینِ کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ پھر وہ تمہیں یاد دلا رہا ہے کہ حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ جلسہ میں شریک ہونے والوں کو اپنی طرف کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔

اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! اور مسیح محمدیؐ کی طرف منسوب ہو کر اُس کی جماعت میں شمولیت پر فخر کرنے والو! اگر تم اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہو تو مسیح محمدیؐ کی اِس آواز پر قرآنی حکم یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ کے تحت دیوانہ وار لبیک کہو اور کمال درجہ فدائیت اور للّٰہیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مرکز کی طرف کھنچے چلے آؤ اور اِس شان سے آؤ کہ کوئی دنیوی مصروفیت اور سفر کی صعوبت تمہاری راہ میں روک ثابت نہ ہو سکے اور تمہیں مسیح محمدیؐ کی آواز پر لبیک کہنے اور اِس طرح اپنے اندر پاک تبدیلی کرنے کی عظیم الشان سعادت سے محروم نہ کر سکے۔

یاد رکھو اگر مسیح محمدیؐ کی اِس آواز پر کان دھرنے سے پہلو تہی کرو گے اور بچ کر چلے جانے کی راہ اختیار کرو گے تو وَاتَّقُوْا فِتْنَۃً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً ج وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ اور خوب یاد رکھو اور اِس خدائی وعید کو کبھی فراموش نہ ہونے دو کہ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا ج فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ اَنْ تُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ ـــــ پس مامور من اللہ کی اس آواز پر جو دائمی حکم کا درجہ رکھتی ہے لبیک کہنے کی اہمیت کو سمجھو اور بے اختیار ہو کر دیوانہ وار اِس میں شمولیت کیلئے دوڑے چلے آؤ کہ کثرت تعداد کے تمام سابقہ ریکارڈ مات ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ تمہاری اِس وابستگی و فدائیت، محبّت و عقیدت، اور شیفتگی و للّٰہیّت کو دیکھ کر خوش ہو جائے اور تمہیں ایک نئی زندگی سے ہمکنار کر کے تمہاری مراد تمہیں عطا کر دے۔

اے شمع احمدیت کے پروانو! اور اے مسیح محمدیؐ کے متوالو! ہمیں احساس ہے کہ کہیں ہمارا یہ خطاب تمہارے جذبۂ فدائیت کو ٹھیس پہنچانے کا موجب نہ ہو اور تمہاری حساس طبیعت پر شاق نہ گزرے اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہنے کی سعادت حاصل کرنا تمہاری فطرت کا ایک اہم تقاضہ ہے۔ تم حضورؑ کی آواز پر لبیک کہے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ تم جلسہ سالانہ میں شمولیت اور اپنے اس فطری تقاضہ کی عظیم الشان برکات کو

سال بسال مشاہدہ کرتے اور ان سے مستفید ہوتے چلے آرہے ہو۔ اپنے اِس فطری تقاضہ کے تحت تم ہر سال آتے ہو، دیوانہ وار آتے ہو، اور بفضلہٖ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر تعداد میں آتے ہو۔ انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق امسال بھی آؤ گے، دیوانہ وار آؤ گے اور پہلے سے بڑھ کر تعداد میں آؤ گے اور آنے والوں کی کثرت کے تمام سابقہ ریکارڈ مات کر دکھاؤ گے۔ اور تمہارے اور یقیناً تمہارے ہی ذریعہ یہ مہتم بالشان خدائی وعدہ پہلے سے بھی بڑھ کر شان کے ساتھ ایک دفعہ پھر پورا ہوگا کہ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔

ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے خود قرآن مجید کے حکم فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی کے تحت محض یاددہانی اور حصولِ ثواب کی نیت سے عرض کیا ہے۔ بدرگاہِ ربّ العالمین ہماری یہ عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلسہ میں شمولیت کی ایسی غیر معمولی توفیق عطا فرمائے کہ ہمارا جلسہ صحیح معنوں میں وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی کا مصداق ثابت ہو کہ ہمیں ایک نئی زندگی عطا کرنے کا موجب ہو اور اسلام اور احمدیت کی صداقت کے حق میں ایک روشن بُرہان کا کام دے کر ایک دنیا کو حق و راستی کی طرف کھینچ لانے کا وسیلہ ٹھہرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ وما توفیقنا الا باللہ العظیم ٭

جلسہ سالانہ کے اغراض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اِس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔"

(اشتہار ۷ ردسمبر ۱۸۹۲ء)

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

توبہ ایک موت کو چاہتی ہے جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے

یقین جانو توبہ میں بڑے بڑے ثمرات ہیں، یہ برکات کا سرچشمہ ہے

مارچ ۱۹۰۳ء میں عید الاضحیہ کی تقریب پر چند احباب قادیان دارالامان تشریف لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت ان نومبایعین کو بیش قیمت نصائح فرماتے ہوئے سچی توبہ کی جو حقیقت بیان فرمائی وہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

فرمایا: "دیکھو جس قدر آپ لوگوں نے اِس وقت بیعت کی ہے اور جو پہلے کر چکے ہیں ان کو چند کلمات بطور نصیحت کے کہتا ہوں۔ چاہیئے کہ اُسے پوری توجہ سے سُنیں۔

آپ لوگوں کی یہ بیعت، بیعتِ توبہ ہے۔ توبہ دو طرح ہوتی ہے۔ ایک تو گزشتہ گناہوں سے یعنی ان کی اصلاح کرنے کے واسطے جو کچھ پہلے غلطیاں کر چکا ہے اُن کی تلافی کرنا اور حتی الوسع ان بگاڑوں کی اصلاح کی کوشش کرنا اور آئندہ گناہوں سے باز رہنا اور اپنے آپ کو اس آگ سے بچائے رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ توبہ سے تمام گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ توبہ صدق دل اور خلوصِ نیت سے ہو اور کوئی دغابازی دل کے کسی کونہ میں پوشیدہ نہ ہو۔ وہ دلوں کے پوشیدہ اور مخفی رازوں کو جانتا ہے، وہ کسی کے دھوکہ میں نہیں آتا۔ پس چاہیئے کہ اس کو دھوکہ دینے کی کوشش نہ کی جائے اور صدق سے نہ نفاق سے اُس کے حضور توبہ کی جاوے۔

توبہ انسان کے لئے کوئی زائد یا بے فائدہ چیز نہیں ہے اور اس کا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا اور دین دونوں سنور جاتے ہیں اور اُسے اِس جہان میں اور آنے والے جہان دونوں میں آرام اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔ دیکھو قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے ہمارے رب ہمیں اِس دنیا میں بھی آرام اور آسائش کے سامان عطا فرما اور آنے والے جہان میں بھی آرام اور راحت عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب

سے بچا۔

دیکھو دراصل رَبَّنَا کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے۔ کیونکہ رَبَّنَا کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض ربّوں سے جو اُس نے پہلے بنائے ہوئے تھے بیزار ہو کر اس رب کی طرف آئے۔ اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔ ربّ کہتے ہیں بتدریج کمال کو پہنچانے والے اور پرورش کرنے والے کو۔ اصل میں انسان نے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہوتے ہیں اپنے حیلوں اور دغابازیوں پر اُسے پورا بھروسہ ہوتا ہے وہی اس کے رب ہوتے ہیں۔ اگر اُسے اپنے علم کا یا قوتِ بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اُس کے ربّ ہیں، اگر اُسے اپنے حسن یا مال و دولت پر فخر ہے تو وہی اس کا رب ہے، غرض اسی طرح کے ہزاروں ارباب اُس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں جب تک ان سب کو ترک کر کے ان سے بیزار ہو کر اس واحد لاشریک سچے اور حقیقی رب کے آگے سرِ نیاز نہ جُھکائے اور رَبَّنَا کی پُردرد اور دل کو پگھلانے والی آوازوں سے اُس کے آستانہ پر نہ گرے تب تک وہ حقیقی رب کو نہیں سمجھا۔ پس جب ایسی دلسوزی اور جانگدازی سے اُس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اسے مخاطب کرتا ہے کہ رَبَّنَا یعنی اصلی اور حقیقی رب تو تُو ہی تھا مگر میں اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتا پھرتا رہا۔ اب میں نے ان جھوٹے بُتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے اور صدقِ دل سے تیری ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں۔ تیرے آستانہ پر آتا ہوں۔ غرض بجز اس کے خدا کو اپنا رب بنانا مشکل ہے جب تک انسان کے دل سے دوسرے رب اور ان کی قدر و منزلت و عظمت و وقار نکل نہ جائے تب تک حقیقی رب اور اس کی ربوبیت کا ٹھیکہ نہیں اٹھاتا۔

بعض لوگوں نے جھوٹ ہی کو اپنا رب بنایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہمارا جھوٹ کے بدوں گزارہ مشکل ہے۔ بعض چوری و راہزنی اور فریب دہی کو اپنا رب بنائے ہوتے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ اس راہ کے سوا ان کے واسطے کوئی رزق کا راہ ہی نہیں۔ سو اُن کے ارباب وہ چیزیں ہیں۔ دیکھو ایک چور جس کے پاس سارے نقب زنی کے ہتھیار موجود ہیں اور رات کا موقع بھی اُس کے مفید مطلب ہے اور کوئی چوکیدار وغیرہ بھی نہیں جاگتا تو ایسی حالت میں وہ چوری کے سوا کسی اور راہ کو بھی جانتا ہے جس سے اس کا رزق آسکتا ہے؟ وہ اپنے ہتھیاروں کو ہی اپنا معبود جانتا ہے۔ غرض ایسے لوگ جن کو اپنی ہی حیلہ بازیوں پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے ان کو خدا سے استعانت اور دعا کرنے کی کیا حاجت؟ دعا کی حاجت تو اُسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اس دَر کے نہ ہو اُسی کے دل سے دعا نکلتی ہے۔ غرض رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً الخ ایسی دعا کا کرنا صرف اُنہیں لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا رب

جان چکے ہیں اور اُن کو یقین ہے کہ اُن کے ربّ کے سامنے سارے اربابِ باطلہ ہیچ ہیں۔

آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہوگی بلکہ دنیا میں بھی جو شخص ایک لمبی عمر پاتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی ہزاروں طرح کی آگ ہے۔ تجربہ کار جانتے ہیں کہ قسم قسم کی آگ دنیا میں موجود ہے، طرح طرح کے عذاب، خوف، حُزن، فقر و فاقے، امراض، ناکامیاں، ذلّت و ادبار کے اندیشے، ہزاروں قسم کے دُکھ، اولاد بیوی وغیرہ کے متعلق تکالیف اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملات میں اُلجھن، غرض یہ سب آگ ہیں۔ تو مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا۔ جب ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ان سب عوارض سے جو انسانی زندگی کو تلخ کرنے والے ہیں اور انسان کے لئے بمنزلہ آگ ہیں بچائے رکھ۔

سچّی توبہ ایک مشکل امر ہے۔ بجز خدا کی توفیق اور مدد کے توبہ کرنا اور اُس پر قائم ہو جانا محال ہے۔ توبہ صرف لفظوں اور باتوں کا نام نہیں۔ دیکھو خدا قلیل سی چیز سے خوش نہیں ہو جاتا۔ کوئی ذرا سا کام کر کے خیال کر لینا کہ بس اب ہم نے جو کرنا تھا کر لیا اور رضا کے مقام تک پہنچ گئے یہ صرف ایک خیال اور وہم ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک بادشاہ کو ایک دانہ دے کر یا مٹی کی مُٹھی دے کر خوش نہیں کر سکتے بلکہ اس کے غضب کا مورد بنتے ہیں تو کیا وہ احکم الحاکمین اور بادشاہوں کا بادشاہ ہماری ذرا سی ناکارہ حرکت سے یا دو لفظوں سے خوش ہو سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ مغز چاہتا ہے ..... توبہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ گناہ کو ترک کرنا اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، بدی چھوڑ کر نیکی کی طرف آگے قدم بڑھانا۔ توبہ ایک موت کو چاہتی ہے جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے اور پھر نہیں مرتا۔ توبہ کے بعد انسان ایسا بن جاوے کہ گویا نئی زندگی پا کر دنیا میں آیا ہے۔ نہ اُس کی وہ چال ہو نہ اُس کی وہ زبان نہ ہاتھ نہ پاؤں سارے کا سارا نیا وجود ہو، جو کسی دوسرے کے ماتحت کام کرتا ہؤا نظر آجاوے۔ دیکھنے والے جان لیں کہ یہ وہ نہیں یہ تو کوئی اَور ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ یقین جانو کہ توبہ میں بڑے بڑے ثمرات ہیں۔ یہ برکات کا سرچشمہ ہے۔ درحقیقت اولیاء اور صلحاء یہی لوگ ہوتے ہیں جو توبہ کرتے اور پھر اس پر مضبوط ہو جاتے ہیں۔ وہ گناہ سے دُور اور خدا کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ کامل توبہ کرنے والا شخص ہی ولی، قطب اور غوث کہلا سکتا۔ اسی حالت میں وہ خدا کا محبوب بنتا ہے۔ اس کے بعد بلائیں اور مصائب، جو انسان کے واسطے مقدر ہوتی ہیں ٹل جاتی ہیں"

(الحکم جلد ۷ نمبر ١١۔ مؤرخہ ٢٤ مارچ ١٩٠٣ء)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَذِكْرُ الْمُصْطَفٰى رُوْحٌ لِقَلْبِيْ

(رسول کریمؐ کا ذکر میرے دل کی راحت ہے)

فَلَا وَاللّٰهِ لَسْتُ كَكَافِرِيْنَا

پس یہ بات نہیں ۔ بخدا میں کافر نہیں ہوں ۔

فَدَتْ نَفْسِيْ نَبِيًّا ذَا الْمَقَامِ

میری جان اس نبیؐ پر قربان ہو جو صاحبِ مقامِ محمود ہے ۔

وَاَصْبَانِيْ النَّبِيُّ بِحُسْنِ وَجْهٍ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے کی خوبصورتی کے باعث میرا دل موہ لیا ہے

اَرٰى قَلْبِيْ لَهٗ كَالْمُسْتَهَامِ

میں اپنے دل کو آپؐ کی محبت میں سرگرداں دیکھتا ہوں ۔

وَذِكْرُ الْمُصْطَفٰى رُوْحٌ لِقَلْبِيْ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میرے دل کی راحت ہے

وَصَارَ لِمُهْجَتِيْ مِثْلَ الطَّعَامِ

اور آپؐ کا ذکر میری جان کے لئے کھانے کے برابر ہے

وَخَصْمِيْ يَجْلَعَنْ مِنْ غَيْرِ حَقٍّ

اور میرا دشمن بے حیائی سے ناحق فحش بیانی کرتا ہے ۔

وَيَاْمَنُ مَكْرَ رَبٍّ ذِيْ انْتِقَامِ

اور اپنے تئیں انتقام لینے والے خدا کی تدبیر سے امن میں سمجھتا ہے

سَيَبْكِيْ حِيْنَ يُضْحِكُنَا الْقَدِيْرُ

میرا دشمن اسوقت روئے گا جبکہ خدا تعالیٰ ہمیں ہنسائے گا ۔

وَقُلْنَا الْحَقَّ مِنْ غَيْرِ احْتِشَامِ

اور ہم نے بغیر کسی انقباض کے حق بات کہہ دی ہے ۔

يُخَيِّبُنِيْ عَدُوِّيْ مِنْ وَّرَائِيْ

میرا دشمن میرے پیچھے مجھے ناکام بنانے کی کوشش میں ہے ۔

يُبَشِّرُ ذُوالْعَجَائِبِ مِنْ قُدَامِيْ

اور ذوالعجائب خدا میرے آگے سے مجھے خوشخبری دے رہا ہے ۔

لَنَا مِنْ رَّبِّنَا نُوْرٌ عَظِيْمٌ

ہمیں اپنے رب کی طرف سے بہت بڑا نور حاصل ہے

نُرِيْكَ كَمَا يُرٰى بَرْقُ الْحُسَامِ

ہم وہ نور تجھے اس طرح دکھائیں گے جیسا کہ تلوار کی چمک دکھائی جاتی ہے

(نور الحق)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کہ ظلّ اہلِ صفا موجبِ شفا باشد

(اہل اللہ کا سایہ شفا کا موجب ہوتا ہے)

مَرو بہ بے خردی نزدِ ما بیا و نشیں
بے وقوفی سے چلا نہ جا بلکہ ہمارے پاس آ اور بیٹھ جا۔

کہ ظلّ اہلِ صفا موجبِ شفا باشد
کہ اہل اللہ کا سایہ شفا کا موجب ہوا کرتا ہے۔

مقیم حلقہ ابرار باش روزے چند
کچھ دن نیکوں کے حلقہ میں آکر ٹھہر!

مگر عنایتِ قادر گرہ کشا باشد
شاید اس قادر خدا کی مہربانی تیری گرہ کو کھول دے۔

زہے خجستہ زمانے کہ سُوئے ما آئی
وہ کیسا اچھا زمانہ ہوگا جب تُو ہماری طرف آئے گا۔

زہے نصیبِ تو گر شوق و التجا باشد
زہے قسمت اگر تجھے شوق اور آرزو پیدا ہو جائے۔

چہ جور ہا کہ تو بر نفسِ خود کُنی ہیہات
افسوس کس قدر مظالم تُو اپنی جان پر کر رہا ہے۔

ہزار حیف بریں فطنت و ذکا باشد
ایسے ذہن اور سمجھ پر ہزار افسوس!

رہِ خلاص کُجا باشد آں سیاہ دل را
اُس سیاہ دل انسان کو نجات کیونکر مل سکتی ہے

کہ باچنیں دلِ من درپئے جفا باشد
جو میرے جیسے دل والے پر ظلم کرنے کے درپے ہو

چو سَیلِ دیدۂ ما ہیچ سَیل طوفاں نیست
ہماری آنکھ کے سیلاب کی طرح کا کوئی اور سیلاب نہیں

بترس ازیں کہ چنیں سَیل پیشِ پا باشد
اس بات سے ڈر کہ کہیں یہ سیلاب تیرے سامنے ہی نہ ہو۔

ز آہِ زمرۂ ابدال بایدت ترسید
تجھے ابدال کی جماعت کی آہوں سے ڈرنا چاہیئے۔

علی الخصوص اگر آہِ میرزا باشد
خصوصاً اگر میرزا کی آہ ہو۔

(تریاق القلوب ص مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

خواتین مبارکہ میں سے ایک بزرگ خاتون کا وصال

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک خاندان میں حضور کے بعد شامل ہونے والی خواتین مبارکہ میں سے ایک بزرگ خاتون یعنی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحبہ مؤرخہ ۵ دسمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعرات ۶ بجے شام کے قریب اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

خواتین مبارکہ کے مبارک زمرہ میں شامل ہونے کی وجہ سے حضرت سیدہ مرحومہ کو جماعت احمدیہ میں عزت و احترام کا ایک خاص مقام حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ خاص فضل کیا کہ آپ کے بڑے فرزند محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو قادیان سے ہجرت کے وقت مسیح پاک علیہ السلام کے درویشوں میں شامل ہو کر جماعت کے دائمی مرکز میں دھونی رمانے کی توفیق عطا فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے سالہا سال سے ناظر دعوۃ و تبلیغ کی حیثیت سے سرزمین ہند میں تبلیغ اسلام کی مشعل کو فروزاں رکھنے میں اپنی زندگی لگا رکھی ہے اور اس طرح وہاں اسلام اور احمدیت کی قابل قدر خدمت بجا لا رہے ہیں۔ اسی طرح آپ کے دوسرے فرزند محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب بھی افسر امانت تحریک جدید کی حیثیت سے پاکستان میں سلسلہ کی خدمت پر مامور ہیں۔

ادارہ "انصار اللہ" حضرت سیدہ مرحومہ کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ، محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب، اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد نیز سیدہ مرحومہ کی ہمشیرہ بیگم محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ لاہور کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کی روح پر رحمتوں، فضلوں اور عنایات کی بارش نازل فرمائے اور آپ کی اولاد اور جملہ پسماندگان کا دین و دنیا میں ہر طرح حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

اسلام کی غیر مذاہب سے رواداری

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت قرآنی قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (الفرقان) کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے اسلام کی غیر مذاہب سے رواداری اور مذہب کے معاملات میں آزادی کی تعلیم کو نہایت ہی احسن رنگ میں پیش فرمایا ہے۔ تفسیر کا یہ حصہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تُو ان لوگوں سے کہہ دے کہ مَیں تم سے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے بدلہ میں کسی اجر کا طالب نہیں۔ میرا اجر تو صرف اتنا ہی ہے کہ اگر کسی شخص کا دل اسلام کی صداقت قبول کرنے کے لئے کھُل جائے اور وہ اپنی مرضی سے اس راہ کو اختیار کر لے جو اُسے خدا تعالیٰ تک پہنچانے والی ہے تو وہ اسلام میں داخل ہو جائے اور اپنے رب کی رضا حاصل کر لے۔

یہ آیت اسلام کے اِس بلند ترین نظریہ کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے کہ قبولِ مذہب کے بارہ میں ہر شخص کو آزادیٔ رائے کا حق حاصل ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ جس مذہب کو چاہے قبول کرے۔ اس بارہ میں کسی پر جبر و تشدّد کا روا رکھنا جائز نہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے اُس وقت عرب اور دوسرے ممالک کے لوگ مذہبی معاملات میں جبر و تشدّد کو روا رکھنا بالکل جائز سمجھتے تھے لیکن قرآن کریم نے اِس طرزِ عمل کو غلط قرار دیتے ہوئے اعلان کیا کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (بقرہ ع ۳۴) یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ہدایت اور گمراہی میں خدا تعالیٰ نے نمایاں فرق کر کے دکھا دیا ہے۔ پس جو سمجھنا چاہے وہ دلیل سے سمجھ سکتا ہے اُس پر جبر نہیں کرنا چاہیئے۔

اِس آیت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اسلام غیر مذاہب سے کس قدر رواداری کی تعلیم دیتا ہے اور مذہبی معاملات میں انہیں کس قدر آزادی عطا کرتا ہے مگر افسوس ہے کہ اسلام کی اِس روشن تعلیم کے ہوتے ہوئے یورپین مستشرقین نے انتہائی ظلم سے کام لیتے ہوئے بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ آپؐ کا

غیر مذاہب سے سلوک جبر و تشدد پر مبنی تھا اور آپ کا مذہب تلوار کا مذہب تھا۔ حالانکہ مذہبی رواداری پر اسلام نے اس قدر زور دیا ہے کہ جس کی نظیر کسی اور جگہ نہیں پائی جاتی۔

(۱) آپؐ کی بعثت سے پہلے دنیا میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ جب تک غیر مذاہب والوں کو کُلّی طور پر جھوٹا ثابت نہ کرلیا جائے اپنے مذہب کی سچائی ثابت نہیں ہوسکتی مگر اسلام نے اس نظریہ کو غلط قرار دیا۔ چنانچہ اسلام جہاں اپنی خوبیوں کو پیش کرنے کا حکم دیتا ہے وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح طور پر یہ بھی تعلیم دی ہے کہ کسی دوسرے کی خوبی کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہ بھی کہ ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں ہیں جن کا انکار کرنا سراسر ظلم ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ (بقرہ ع ۱۴) یعنی یہ کیسے ظلم کی بات ہے کہ عیسائی کہتے ہیں یہودیوں میں کوئی خوبی نہیں اور یہودی کہتے ہیں عیسائیوں میں کوئی خوبی نہیں حالانکہ وہ دونوں ایک ہی کتاب کے پڑھنے والے ہیں اور دونوں میں کچھ نہ کچھ خوبیاں پائی جاتی ہیں یعنی چاہیئے تو یہ تھا کہ یہودی عیسائیوں کی خوبیوں کو تسلیم کرتے اور عیسائی یہودیوں کی خوبیوں کو تسلیم کرتے نہ یہ کہ یہودی عیسائیوں کے متعلق کہنا شروع کر دیتے کہ اُن میں کوئی خوبی نہیں اور عیسائی یہودیوں کے متعلق کہنا شروع کر دیتے کہ ان میں کوئی خوبی نہیں بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ وہ دونوں ایک ہی کتاب کے حامل ہیں۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو یہ تعلیم دی کہ دوسروں کی خوبیوں کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ دوسرے مذاہب میں کوئی خوبی ہی نہیں وہ اپنی نابینائی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے کہ اس کے ذریعہ آپ نے تمام اقوام کے دل رکھ لئے ہیں کسی کے مذہب کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں کوئی بھی خوبی نہیں اس مذہب کے پیروؤں کے لئے سخت تکلیف دہ بات ہوتی ہے پس اسکے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصل پیش فرمایا کہ ہر قوم کی خوبی کو تسلیم کرو اور اس طرح آپؐ نے دنیا کی تمام اقوام اور مذاہب پر بہت بڑا احسان کیا۔

(۲) پھر آپؐ نے فرمایا کہ کسی مذہب کے پیروؤں کے متعلق یہ نہ کہو کہ وہ اپنے مذہب کو دھوکہ اور فریب سے مانتے ہیں بلکہ باوجود اسکے کہ پہلے مذاہب بگڑ چکے ہیں ان کے ماننے والوں میں سے اکثر انہیں دل سے سچا سمجھ کر ہی مانتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں یہودیوں کے متعلق آتا ہے کہ اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر اُن کے پاس ڈھیروں ڈھیر مال بھی امانت رکھوا دیا جائے تو وہ اُس میں خیانت نہیں کرینگے (آل عمران رکوع ۸) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں میں ایسے لوگ موجود تھے جو اپنے مذہب کو سچا سمجھ کر مانتے تھے۔ اسی طرح عیسائیوں کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ ان میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کا ذکر سُن کر رونے لگ جاتے ہیں اور خشیت سے اُن کے دل بھر جاتے ہیں (مائدہ رکوع ۱۱) کیا ایسے لوگ اپنے مذہب کو فریب سے ماننے والے ہوسکتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دیکر اپنی اُمت کو بتایا ہے کہ انہیں دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے احساسات کا ہمیشہ احترام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خواہ وہ جھوٹے مذاہب کے پیرو ہوں مگر بہرحال وہ انہیں سچا سمجھ کر انکے پیچھے چل رہے ہیں۔

(۳) تیسرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی تمام اقوام کے متعلق اصولی طور پر یہ تعلیم دی کہ اُن میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں چنانچہ آپ نے فرمایا وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر رکوع ۳) یعنی دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کا کوئی نبی نہ آیا ہو۔ اس تعلیم کے ذریعہ چونکہ سب اقوام کے نبیوں کے تقدس کو قبول کر لیا گیا ہے اس لئے وہ منافرت جو دائرۂ ہدایت کو محدود کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے دل سے دور ہو جاتی ہے اور انسان عقیدۃً اس امر کو تسلیم کر لیتا ہے کہ سب مذاہب کی اصل سچائی پر مبنی ہے اور مختلف مدارج میں ہدایت دوسرے مذاہب میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ ان کی ابتداء خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئی تھی پس بندوں نے ان مذاہب کو خواہ کتنا بھی بگاڑ دیا ہو پھر بھی خدا تعالیٰ کی ہدایت میں سے کچھ نہ کچھ اُن کے پاس ضرور موجود ہے اس لئے باوجود اختلاف کے مجھے ان سے اتحاد رکھنا چاہیئے اور انہیں محبت اور پیار کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔

(۴) چوتھی تعلیم آپ نے یہ دی کہ جب کسی قسم کی مذہبی بحث ہو تو جوش میں آکر گالیوں پر اتر آؤ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام ع ۱۳) یعنی جب تمہاری دوسری قوموں سے بحث ہو تو وہ ہستیاں جنہیں تم نہیں مانتے خواہ انہیں خدا کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہو پھر بھی اُنہیں بُرا بھلا نہ کہو ورنہ وہ بھی اُس خدا کو گالیاں دینے لگیں گے جسے تم مانتے ہو اور اس طرح تم خدا کو گالیاں دلوانے کا موجب ہو جاؤ گے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے باپ کو گالی نہ دے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو سکتا ہے جو اپنے باپ کو گالیاں دے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم کسی کے باپ کو گالیاں دو گے تو وہ تمہارے باپ کو گالیاں دے گا اور اس طرح تم خود اپنے باپ کو گالیاں دلوانے والے سمجھے جاؤ گے۔

(۵) پانچویں ہدایت آپؐ نے یہ فرمائی کہ صرف مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کسی قوم پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ جس قوم سے مذہبی اختلاف ہو اُس پر حملہ کر کے اُس کو تباہ کرنا جائز ہوتا ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بالکل خلاف حکم دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعہ اعلان فرمایا وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (بقرہ ع ۲۴) یعنی تم جنگ تو کر سکتے ہو مگر صرف انہی سے جو تم پر حملہ آور ہوں، مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کبھی کسی پر حملہ نہ کرنا۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حربی غیر مسلموں کو بھی حریتِ ضمیر عطا کی اور بتایا کہ خواہ کسی کا کوئی مذہب ہو اس کی وجہ سے کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں کہ اسے مارے یا نقصان پہنچائے۔

(۶) چھٹا حق آپؐ نے غیر مسلم اقوام کا یہ قرار دیا کہ فرمایا خواہ کسی قوم سے عہد ہو تمہارا فرض ہے کہ تم اسے قائم رکھو۔ لوگوں کو یہ بہت بڑی غلطی لگی ہوئی ہے اور اس غلطی میں وہ مسلمان بھی مبتلا ہیں جو قرآن کریم پر تدبر نہیں کرتے کہ غیروں سے جو عہد ہو اُسے توڑ دینا کوئی حرج کی بات نہیں ہوتی حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف حکم دیا ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ اِنَّ اللّٰهَ

لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ (انفال ع ۸) کہ اگر کوئی قوم عہد توڑ دے تو اُسے بتا دینا چاہیئے کہ تم نے عہد توڑ دیا ہے اب ہم پر بھی عہد کی پابندی نہیں۔ یونہی اس پر حملہ نہیں کر دینا چاہیئے۔ چنانچہ ابوسفیان جب صلح حدیبیہ کے بعد مکہ میں آیا اور اُس نے کہا کہ مَیں نئے سرے سے معاہدہ کرتا ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوسفیان تم نے یہ اعلان اپنی طرف سے کیا ہے مَیں نے نہیں کیا اور اس طرح اُسے بتا دیا کہ اب ہم تم پر حملہ کریں گے۔ اس کے مقابلہ میں آجکل جب کسی ملک پر حملہ کرنا ہوتا ہے تو اس قسم کے اعلان کئے جاتے ہیں کہ فلاں حکومت سے ہمارے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ چنانچہ اٹلی نے جب ٹرکی پر حملہ کیا تو اس حملہ سے تین دن پہلے یہ اعلان کیا گیا کہ ٹرکی کے ساتھ ہمارے آجکل ایسے اچھے تعلقات ہیں کہ اس قسم کے تعلقات پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ یہ اعلان صرف اس لئے کیا گیا کہ ٹرکی غافل رہے اور اس پر اچانک حملہ کر دیا جائے۔ مگر ابوسفیان نے جب اعلان کیا تو اُس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر خاموش بھی رہتے تب بھی آپ پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی کیونکہ مکہ والے معاہدہ توڑ چکے تھے مگر آپ خاموش نہ رہے بلکہ فرمایا کہ یہ تمہارا اپنا اعلان ہے ہمارا نہیں۔ اس طرح اُسے اشارۃً بتا دیا کہ اب ہم حملہ کرنے والے ہیں۔

(۷) ساتویں۔ پھر آپ نے مسلم اور غیر مسلم کے تمدنی حقوق ایک جیسے قرار دیئے اور یہ بات ایسی ہے جو صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی ہے۔ آپ سے پہلے یہودیوں کو یہ حکم تھا کہ تم اپنے بھائیوں یعنی یہودیوں سے سُود نہ لو دوسروں سے لے لیا کرو (استثناء باب ۲۳ آیت ۱۹، ۲۰۔ احبار باب ۲۵ آیت ۳۵ تا ۳۷) مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سُود نہ یہودیوں سے لو نہ عیسائیوں سے لو نہ مسلمانوں سے۔ غرض کسی سے بھی سُود نہ لو۔ گویا سب سے ایک سا سلوک کرنے کا حکم دیا (بقرہ ع ۳۸) اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمدنی سلوک کے بارہ میں مسلم اور غیر مسلم کے امتیاز کو اُڑا دیا۔

(۸) آٹھویں تعلیم آپ نے یہ دی کہ غلاموں کی آزادی میں بھی مسلم اور غیر مسلم کا کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ چنانچہ جنگ حنین کے موقع پر سینکڑوں غلام جو پکڑے آتے باوجود اس کے کہ وہ دشمن تھے آپ نے اُنہیں آزاد کر دیا۔

(۹) نویں تعلیم غیر مسلموں کے متعلق آپ نے یہ دی کہ جہاں اسلامی حکومت ہو وہاں مسلمانوں پر زیادہ بوجھ رکھا جائے اور دوسروں پر کم۔ چنانچہ اسلامی احکام کے ماتحت ضروری ہے کہ (۱) مسلمان لڑائی میں شامل ہوں (۲) عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا دیں (۳) زکوٰۃ دیں لیکن غیر مسلموں کے لئے صرف ۲½ روپیہ کے قریب فی کس ٹیکس رکھا گیا ہے جو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے اور پھر لڑائی میں انہیں آزادی دی گئی ہے سوائے اسکے کہ مسلمانوں سے اجازت لیکر اپنی خوشی سے وہ لڑائی میں شامل ہو جائیں۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے متعلق ایسی رواداری کی تعلیم دی ہے جسکی مثال دنیا کا کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔" (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ ۲ صفحہ ۱۱۴-۱۱۷)

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

(مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے۔ قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

(۱)

حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں حضورؓ کی منظوری سے ۱۹۱۱ء کے اوائل میں "انصار اللہ" کے نام سے ایک انجمن قائم فرمائی تھی جس کا اعلان "من انصاری الی اللہ" کے زیرِ عنوان الحکم مورخہ ۲۱/۲۸ فروری ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا تھا۔ حضور ایدہ اللہ کا یہ اعلان **انصار** کے لئے مشعل راہ اور بے حد افادیت کا حامل ہے اس لئے اس کے چند ایک اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے ایک رات صبح کے قریب ایک خواب دیکھا اسے بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں :۔

"ایک بڑا محل ہے اور اس کا ایک حصہ گرا رہے ہیں۔ اور اس محل کے پاس ایک میدان ہے اور اس میں ہزاروں آدمی پتھیروں کا کام کر رہے ہیں اور بڑی سرعت سے اینٹیں پاتھتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسا مکان ہے اور یہ کون لوگ ہیں اور اس مکان کو کیوں گرا رہے ہیں تو ایک شخص نے جواب دیا کہ یہ جماعت احمدیہ ہے۔ اس کا ایک حصہ اس لئے گرا رہے ہیں تا پرانی اینٹیں خارج کی جائیں (اللہ رحم کرے) اور کچی اینٹیں پکی کی جائیں اور یہ لوگ اینٹیں اس لئے پاتھتے ہیں تا اس مکان کو بڑھایا جائے اور وسیع کیا جائے۔ (یہ ایک عجیب بات ہے کہ سب پتھیروں کا منہ مشرق کی طرف تھا) اس وقت دل میں خیال گزرا کہ یہ پتھیرے فرشتے ہیں اور معلوم ہوا کہ جماعت کی ترقی کا فکر ان کو بہت ہے۔ بلکہ فرشتے ہی اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ جو کوئی کسی کے کام میں اسے مدد دیتا ہے تو وہ اس کا دوست اور پیارا بن جاتا ہے۔ تو اگر ہم اس وقت ملائکہ کے کاموں میں مدد دیں گے جو خود اپنی ہی مدد ہے تو ضرور ہے کہ ملائکہ کا ہم سے خاص تعلق ہو جائے اور اس تعلق کی وجہ سے خود ہمارے نفوس کی بھی اصلاح ہو اور ملائکہ ہمارے دلوں میں کثرت سے نیک تحریکیں شروع کر دیں۔"

چنانچہ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ کے دل میں یہ نیک تحریک پیدا ہوئی کہ ایک ایسی انجمن قائم کی جائے جس کے ممبران خصوصیت سے قرآن و حدیث کی تعلیم و تعلم اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کی طرف توجہ دیں اور افرادِ جماعت میں باہم صلح اور آشتی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ وہ اپنا دنیوی کام کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو دین کے کام کے لئے وقف کریں۔ یعنی ہر ایک موقع سے جو تبلیغ حق کا ملے فائدہ اٹھائیں اور ہمیشہ اسی فکر میں رہیں۔ آپ نے اس کے متعلق نہ صرف خود استخارہ کیا بلکہ کئی ایک دوستوں سے بھی استخارہ کے لئے کہا۔ پھر اس تحریک کا اعلان فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"میں اس اعلان کے ذریعہ ہر ایک اُس روح کو جو اپنے اندر حق کے پہنچانے کا جوش رکھتی ہے بُلاتا ہوں کہ وہ اس کام میں مدد دے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی امیدوار ہو"

اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی منظوری سے آپ نے مندرجہ ذیل قواعد کا اعلان فرمایا:۔

۱۔ "اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ حتی الوسع تبلیغ کے کام میں لگا رہے اور جب موقع ملے اس کام میں اپنا وقت صرف کرے .....

۲۔ ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ وہ قرآن شریف اور احادیث کے پڑھنے پڑھانے میں کوشاں رہے۔

۳۔ ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد میں آپس میں صلح اور اتحاد پیدا کرنے میں کوشاں رہے۔

۴۔ اور لڑائی جھگڑوں سے بچے خصوصاً جبکہ آپس میں کوئی لڑائی یا جھگڑا ہو تو خود فیصلہ کرلیں ورنہ حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کرلیں۔

۵۔ ہر ایک قسم کی بدظنیوں سے بچے جو اتحاد اور اتفاق کو کاٹ دیتی ہیں۔

۶۔ ہر ماہ کے آخر میں وہ مجھے یا جس کو اللہ تعالیٰ اس کام پر مقرر کرے اطلاع دیں کہ انہوں نے اس ماہ میں کیا کام کیا۔

۷۔ اس مجلس کے ممبر آپس میں رشتہ اتحاد پختہ کرنے کے لئے کوشاں رہیں اور تعلق بڑھانے کے واسطے ایک دوسرے کے لئے دعائیں کریں اور حدیث صحیحہ کے مطابق جو قریب کے دوست ہوں ایک دوسرے کی دعوت کریں اور "تھادوا تحابوا" پر عمل کریں اور عام طور سے عموماً اور ممبران سے خصوصاً ہمدردی ظاہر کریں اور بوقت مشکلات مدد کریں۔

۸۔ تسبیح و تحمید پر کوشش کریں اور چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر لاکھوں کروڑوں احسانات ہیں اُن پر کثرت سے درود بھیجیں اور نماز کے علاوہ درود پڑھنے کے وقت خلفاء کا لفظ بڑھا کر خصوصیت سے حضرت مسیح موعودؑ کو مدنظر رکھیں۔

۹۔ اس مجلس کے ممبر خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کا خیال رکھیں۔

۱۰۔ نمازیں پابندیٔ اوقات سے ادا کریں۔ اور نوافل صلوٰۃ و صدقہ اور روزہ کے لئے بھی کوشش کریں کیونکہ ترقیاتِ روحانی نوافل سے ہوتی ہیں۔"

اس انجمن کے عظیم مقاصد کی اہمیت کے پیش نظر حضور نے فرمایا:۔

"یہ چونکہ ایک بڑا عظیم الشان کام ہے اس لئے یہ شرط لگانی پسند کرتا ہوں کہ جس نے اس کام میں حصہ لینا ہو وہ پہلے سات دفعہ استخارہ کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے کام کا ذمہ دار ہو جائے اور اگر سات دفعہ استخارہ کرنے کے بعد اس کے دل کو اللہ تعالیٰ اس طرف جھکا دے تو پھر شوق سے انجمن میں داخل ہو۔ چنانچہ میں نے بھی اس اعلان سے پہلے کئی دفعہ استخارہ کیا اور نہ صرف خود ہی کیا بلکہ کئی ایک نیک اور صالح دوستوں سے بھی استخارہ کروایا اور کئی دوستوں کو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات بھی ہوئیں تب جا کر یہ کام میں نے شروع کیا اور استخارہ وغیرہ کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ سے بھی اجازت لی۔"

یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے آپ کے مضمون کو اوّل سے آخر تک پڑھا اور اس پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا:۔

"مَیں بھی آپ کے انصار اللہ میں شامل ہوں۔"

(الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء)

(۲)

"انجمن انصار اللہ" کے قیام کے اعلان میں حضور ایدہ اللہ نے اس کے مقاصد کی تشریح کے دوران تبلیغ کی اہمیت پر خاص طور پر زور دیا اور فرمایا:۔

"یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء تو پورا ہو کر رہے گا۔ یہ ایک موقع ہے جو ہم کو دیا گیا ہے۔ کیا جس خدا نے ایک مامور کو دنیا کی ہدایت اور روشنی کے لئے بھیجا وہ اس کے نور اور ہدایت کو دنیا میں نہیں پھیلائے گا؟ کیا دنیا باوجود ایک مامور من اللہ کے آنے کے تاریک کی تاریک ہی رہے گی؟ ہرگز نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ ہاں مبارک وہ جو اللہ تعالیٰ کے ارادوں میں اپنے ارادوں کو شامل کر دیتا ہے اور جیتے جی اپنے مولا کی راہ میں اپنی خواہشوں اور امنگوں پر موت وارد کر لیتا ہے۔ یہ شخص ہے جو حقیقی زندگی بسر کرتا ہے اور اس کی حیات سچی حیات ہے۔ ورنہ وہ انسان جو باوجود اشرف المخلوقات ہونے کے سگِ دنیا بن کر طمع و حرص کے مُردار پر گرتا ہے

اور اپنے ہمسایہ اور پڑوسی سے لڑ اور جھگڑ کر اپنی زندگی بسر کرتا ہے اُس کی زندگی ہی کیا اور اُس کو جینے کا فائدہ ہی کیا۔ بہتر ہوتا کہ وہ پیدا ہی نہ ہوتا ...... پس یہ مت سمجھو کہ دنیا کی ترقیوں اور مال و جلال کے بڑھانے سے تم اپنے اعلیٰ مقصد کو پہنچ گئے بلکہ جب تک اپنی اور اپنے بھائی کی فکر نہ کرو اور دین کی فکر تمہیں سوہانِ جان ہو کر نہ لگے تم نے اپنی جان و عمر ضائع کر دی اور قیمتی وقت بیہودہ باتوں میں کھو دیا۔ کاش تم اتنا سمجھتے کہ جس مسافر نے دُور جانا ہو اور لمبی منزل طے کرنی ہو وہ جس قدر ممکن ہو بوجھ کو ہلکا کرتا ہے اور فضول اور زائد چیزوں کو نہیں اٹھاتا۔ پس کیا افسوس ہے اُس پر جس نے نامعلوم کیسے دشوار گزار راستوں سے گزر کر میدانِ حشر میں پہنچنا ہے اور ہر وقت فکر میں ہے کہ جو کچھ بھی ملے اپنے کندھے پر اُٹھا لوں۔ دنیا کی آسائش اور عیش و عشرت کی زندگی ایک بوجھ ہے جو اس مسافر کو تھکا کر چُور کر دے گا اور جنت کے دروازے پر پہنچنے سے پہلے ہی اس کی ہڈیاں توڑ دیگا۔ لیکن خدمتِ دین ایک ایسی سواری ہے جو ہر وقت اُسے بہشتِ بریں کی طرف اُڑائے لئے جا رہی ہے۔ کتنے دل ہیں جو اپنے بھائیوں کے لئے غمگین ہیں، اور کتنی آنکھیں ہیں جو دنیا کی گمراہی کو دیکھ کر چشم پُر آب ہیں۔ ہاں کتنے جگر دین کی پراگندگی پر چاک چاک ہو رہے ہیں اور کن کن کے گریبان ایسے پھٹے ہیں کہ بس سِئے ہی نہیں جاتے۔ ہمارے ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں بھائی ہیں جنہوں نے خدا کو نہیں پہچانا، جو ملائکہ کے منکر ہیں، جو کتبِ سماوی کے قائل نہیں، جو رسولوں پر ٹھٹھا کرتے ہیں، جن کے زمانہ میں خدا کا ایک مامور آیا، لیکن انہوں نے اُس کی قدر نہ کی اور اپنی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتار کر اُسے نہیں دیکھا۔ ہم نے اُن کے لئے کیا کیا اور اُن تک اِس مجدّدِ دین کے پاک و شیریں کلمات کے پہنچانے میں کس قدر کوشش کی۔ کیا تم نے سُنا نہیں کہ "خفتہ را خفتہ کے کند بیدار"۔ ہم خود ہی سوتے رہے اور دنیا کی چھوٹی چمک اور یورپ کی فریب دہ جلوہ آرائیوں پر مرتے رہے تو غیر کو جگانے سے پہلے بہتر ہے کہ اپنے آپ کو جگائیں اور دوسرے کی آنکھوں سے جہل کی پٹی اُتارنے سے پہلے اپنی ہی آنکھوں کا فکر کریں۔ ملائکہ اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ پس بہتر ہے کہ ہم بھی لہو لگا کر شہیدوں میں مل جائیں۔ کام کو اللہ ہی نے کرنا ہے ہماری تو کوششیں ہی ہیں۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ کوشش کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے ؎

ہمارا کچھ نہیں سب کچھ اُسی درگہ سے ملتا ہے
بِلا حکمِ خدا کب ایک تنکا تک بھی ہلتا ہے

یہ مت سمجھو کہ ہم اس کام کے لائق نہیں۔ اگر ہمت و استقلال ہو اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو تو پھر وہ خود ہی قرآن و حدیث کا علم سکھا دیتا ہے۔ حضرت اقدسؑ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک رات میں کئی ہزار عربی الفاظ کا مادہ سکھا دیا گیا تھا پس خدا کے خزانے وسیع ہیں۔ کمرِ ہمت کو چست کرو اور دنیا کو کان کھول کر سُنا دو کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دیگا۔ اسلام کا سورج گہن کے نیچے ہے۔ خدا کے حضور میں تڑپو، آہ و زاری کرو تا وہ گہن دُور ہو اور دنیا خدا تعالیٰ کا چہرہ دیکھے اور قرآن اور رسول کریمؐ کی عظمت اس پر ظاہر ہو اور حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی سے وہ آگاہ ہو۔ صاف گو بنو اور پیچ اور دھوکہ کو چھوڑ دو اور صاف صاف الفاظ میں دنیا پر وہ سچائیاں ظاہر کرو جو خدا نے تم کو دی ہیں تا قیامت کے دن سبکدوش ہو کہ ہم نے اپنی طرف سے تبلیغ کر دی تھی۔ کون جانتا ہے کہ مَیں کل تک زندہ رہوں گا۔ پس ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ کل کے آنے سے پہلے ہی اپنے خیالات کا دنیا پر اظہار کرے اور مولیٰ سے جو کچھ ہدایت پائے اُس کو لوگوں پر پیش کرے۔ پھر جس کا دل چاہے مانے اور جو چاہے انکار کر دے۔ حضرت مسیحؑ نے اس تبلیغ کے لئے اپنے حواریوں کو کہا تھا کہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ آج مَیں بھی حضرت مسیحؑ کے متبع کے طور پر اپنے دوستوں کے آگے یہی کلمہ دُہراتا ہوں کہ اپنی کمرِ ہمت باندھ کر میرے ساتھ اس کام میں شامل ہو اور جہاں تک ہو سکے اس کام کو کرو تا خدا تعالیٰ کی درگاہ سے انعام کے مستحق ہو۔ یہ سلسلہ تو ضرور پھیلے گا ہی لیکن ہم نے سُستی دکھائی تو ہم انصار کیونکر بنیں گے؟''

(الحکم ۲۱/۲۸ فروری ۱۹۱۱ء)

حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات پیش کرنے کے بعد قارئین کرام سے عرض ہے کہ موجودہ ''مجلس انصار اللہ'' جسے حضور نے ۱۹۴۰ء میں قائم فرمایا تھا اسی ''انجمن انصار اللہ'' کا نقشِ ثانی ہے اور اس کے پیشِ نظر بھی خدا کے فضل سے وہی عظیم مقاصد ہیں جن کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی قرآنی تعلیمات کی ترویج و اشاعت، اصلاحِ نفس، باہمی محبّت و اخوت، نوافل و ذکرِ الٰہی، تسبیح و تحمید، نظامِ خلافت سے گہری وابستگی، اطاعت اور تبلیغِ حق کا ذوق و شوق۔ اس لئے ہمیں اِن اغراض و مقاصد کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیئے اور انہیں بروئے کار لانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

تطہیرِ قلوب کے بہترین لمحات

سالانہ اجتماع کے متعلق قلبی تأثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اُس کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں انصار اللہ کا سالانہ اجتماع امسال بھی (جو یکم تا ۳ نومبر ۱۹۶۳ء ربوہ میں منعقد ہوا) تزکیۂ نفوس و تطہیرِ قلوب کے اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب رہا۔ اس میں شمولیت کی سعادت احباب کو کس طرح روحانی فیوض و برکات سے مالامال کرنے اور علوم و معارف کے خزانوں سے اُن کے دامن ہائے استعداد کو پُر کرنے کا موجب بنی اس کا اندازہ اُن تاثرات سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو احباب نے یہاں سے واپس جاکر بذریعہ خطوط ارسال فرمائے ہیں۔ یہ تاثرات اس امر پر گواہ ہیں کہ اجتماع میں شمولیت احباب کے لئے اس حد تک حصول حسنات و برکات کا موجب ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے بعض کو اس کے نتیجہ میں عظیم الشان بشارات سے بھی نوازا۔ پھر جو احباب امسال پہلی بار اجتماع میں شامل ہوئے تھے اُن میں سے بعض نے آئندہ تا زیست پوری باقاعدگی کے ساتھ اس میں شمولیت کا عہد کیا۔ بعض احباب کے ارسال کردہ تاثرات تحدیثِ نعمت کے طور پر ہم ذیل میں ہدیۂ قارئین کرتے ہیں:۔

زندگی بخش رُوحانی ماحول

محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ سابق صوبہ پنجاب بہاولپور اجتماع کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"سالانہ اجتماع انصار اللہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا۔ ایک اعلیٰ درجہ کا روحانی ماحول تھا جو زندگی بخش تھا۔ یہ اجتماع تربیت کا نہایت عمدہ ذریعہ ہے۔ روز بروز اس کی افادیت خدا کے فضل سے نمایاں ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو زیادہ سے زیادہ ترقی عنایت فرمائے اور اس کے ذریعہ سے دنیا میں ایک ایسا تغیّر پیدا کرے کہ اس کو بھولے ہوئے بندے اُس کے قدموں میں آگریں۔ اللّٰھم آمین۔"

روحانی فیوض کی غیر معمولی کشش

مکرم قریشی عبدالرحمن صاحب ناظم اعلیٰ مجالس انصار اللہ سابق سندھ

سکھر سے تحریر فرماتے ہیں :-

"امسال بھی ہمارا سالانہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل سے روحانی فیوض سے مالامال کرنے کا موجب بنا۔ اس میں تطہیر قلوب کے بہترین لمحات میسر آئے۔ اس عاجز کی طبیعت اجتماع کے تین دنوں میں ایک عجیب قسم کا سکون اور راحت محسوس کرتی رہی ہے۔ جس طرح جلسہ سالانہ کا شدید انتظار رہتا ہے اسی طرح اب انصار اللہ کے اجتماع کے لئے بھی کافی عرصہ پہلے سے دل بے قرار رہتا ہے کہ کب یہ بابرکت ایام آئیں اور اجتماع میں شمولیت کی سعادت حاصل کروں میں اس سعادت کے حصول سے اپنے آپ کو محروم رکھ ہی نہیں سکتا۔ جن احباب کو شمولیت کی ہنوز سعادت حاصل نہیں ہوئی وہ اگلے سال اجتماع پر تشریف لا کر خود مشاہدہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس میں شمولیت کی غیر معمولی توفیق سے نوازے۔ آمین"

روحانی ماحول کی اثر انگیزی

مکرم سراج الدین صاحب سکنہ مرادوال براستہ ملکوال ضلع گجرات حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے نام اپنے خط محررہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۳ء میں رقمطراز ہیں :-

"کئی برس گزرے مجھے پہلی بار اجتماع میں شامل ہونے کا موقع ملا تھا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ اب اجتماع میں ہر سال شامل ہونا فرض خیال کرتا ہوں۔ چنانچہ کبھی غفلت نہیں کی۔ حتیٰ کہ عدم شمولیت موت کے مترادف نظر آتی ہے۔ امسال ایک نوجوان مسمّیٰ اللہ دتہ اپریٹر ٹیوب ویل گروپ نمبر ۱۵ رسول سیکشن میرے ہمراہ سالانہ اجتماع پر ربوہ آیا۔ اس نے اجتماع کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا میں نے چند روپے خرچ کر کے بے بہا نعمت حاصل کی ہے۔ اس نیک فطرت نوجوان نے آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر سگریٹ اور حقہ کی لعنت سے توبہ کی ہے۔ اب وہ تازیست پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا تہیہ کر چکا ہے۔ آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے تا آپ کے پیدا کردہ اثرات آپ ہی کی دعاؤں سے اَن مٹ ثابت ہوں۔ آمین"

آئندہ تازیست شامل ہونے کا عزم

مکرم مولوی قمر الدین صاحب زعیم اعلیٰ ربوہ اپنے خط محررہ ۶ نومبر ۱۹۶۳ء میں مطلع فرماتے ہیں :-

"کل مورخہ ۵ نومبر ۱۹۶۳ء کو ایک دوست نے جو کراچی میں ملازم ہیں اور جو رخصت حاصل کر کے امسال اجتماع میں شامل ہوئے تھے بیان کیا کہ اس سے پہلے میں خدام یا انصار کے کسی اجتماع میں شامل نہ ہوا تھا۔ امسال رخصت لے کر دونوں اجتماعات میں شمولیت کی سعادت حاصل کر کے

علمی اور عملی استفادہ کیا۔ ان اجتماعات کے عظیم الشان فائدہ کے پیش نظر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ انشاء اللہ ہمیشہ ہی رخصت لے کر ان اجتماعات میں شامل ہوا کروں گا۔"

عظیم الشان آسمانی بشارت

محترم شیخ محمد دین صاحب ریٹائرڈ مختار عام صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر فرماتے ہیں :-

"اجتماع انصار اللہ میں خاکسار شامل رہا۔ تمام تقریریں بہت اعلیٰ درجہ کی تھیں۔ میں آپکو اجتماع کی کامیابی پر دلی خلوص سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ جس قدر اصحاب اس اجتماع میں شریک ہوئے سب کے اخلاص میں ترقی ہوئی ہوگی۔ اجتماع ختم ہونے کے بعد اگلے ہی روز یعنی ۴ اور ۵ نومبر کی رات قریباً ایک بجے مجھے خواب میں یہ آواز سنائی دی۔ "مرزا غلام احمد کی جے کا وقت قریب آگیا ہے"

اجتماع کی کامیابی پر مبارکباد

محترم بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع سیالکوٹ رقم فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم کے ماتحت امسال کا اجتماع انصار اللہ بہت کامیاب، بابرکت اور بارونق رہا ہے الحمد للہ۔ مبارک ہو۔"

رُوحانی جنگ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لیکر اسلام کے قلعہ پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ مبارک وہ جو اس کو شناخت کرتا ہے۔"

(الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۳ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے عہدِ سعادت کی خوشگوار یاد

(حضرت ڈپٹی محمد شریف صاحب ریٹائرڈ ای۔اے۔سی۔ ربوہ)

میرے چچا حضرت میاں معراج الدین صاحب رضی اللہ عنہ جو ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں شامل ہیں مجھے لاہور سے اپنے ساتھ لے کر ۱۸۹۷ء کے شروع میں قادیان آئے تھے۔ وہاں میں نے عید کے دن ۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اُس وقت میری عمر پندرہ سال کی تھی اور آج میری عمر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی دعا کے نتیجہ میں بڑھ کر (۸۱½) ساڑھے اکاسی سال کے قریب ہوگئی ہے۔ بیعت کے بعد تیسرے دن جب ہم لاہور واپس آئے تو دیکھا کہ مسلمانوں میں عام چرچا ہو رہا تھا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی سچی نکلی کیونکہ اس کے پہلے دن لیکھرام آریہ کے قتل کا واقعہ ہو چکا ہوا تھا اس لئے شہر کے مسلمانوں اور ہندوؤں میں تفرقہ پیدا ہوگیا تھا اور بہت سے مسلمانوں نے اپنی اشیاءِ خوردونوش وغیرہ کی دکانیں علیحدہ کھول لی تھیں لیکن چند مہینوں کے بعد دونوں قوموں کا پھر میل جول شروع ہوگیا۔

بیعت کے بعد طالب علمی کے زمانے میں اکثر قادیان آتا جاتا رہتا تھا۔ اُن ایام میں حضور پرانی مسجد مبارک کی چھت پر مغرب کی نماز کے بعد عشاء تک غربی جانب کے شہ نشین پر تشریف فرما ہوتے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل مولوی نور الدین صاحبؓ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ حضورؑ کے دائیں اور بائیں جانب شہ نشین پر بیٹھ جاتے تھے۔ اُس وقت مجھے حضورؑ کے پاؤں اور پنڈلیاں دبانے کا موقع کبھی کبھی مل جاتا تھا۔ چند مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر حضورؑ شام کو کھانا تناول فرمایا کرتے اور خاکسار بھی کھانے والوں میں شامل ہوتا تھا۔

۱۹۰۵ء میں میں نے بی۔اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بطور ٹیچر کے ملازمت اختیار کر لی تھی۔ ۱۹۰۷ء کے ماہ مئی یا جون میں میں نے قانون کا پہلا امتحان جس کو ایف۔ای۔ایل کہتے ہیں دیا تھا۔ نتیجہ کی انتظار میں قادیان آگیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ظہر کی اذان کے بعد جلدی مسجد مبارک میں تشریف لا کر بیٹھ جاتے تھے۔ میں بھی اکثر حضورؑ کے سامنے یا پاس بیٹھ جایا کرتا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ مجھے لاہور سے یہ اطلاع آئی کہ میں فیل ہوں کیونکہ اس دفعہ ایک ہندو آریہ ممتحن چونی لال بیرسٹر نے ایک بھی مسلمان امیدوار کو پاس نہیں کیا۔ یہ خبر سُن کر میں نے بوجہ شرمندگی کے اُس دن مسجد کی آخری صف میں سُنتیں ادا کر لیں۔ میرے سلام پھیرنے کے بعد حضورؑ نے مجھے اپنے پاس آنے کے لئے فرمایا۔ جب میں گیا تو حضورؑ نے پوچھا کہ کیا آپ کے امتحان کا نتیجہ نکل آیا ہے؟ میں نے فوراً عرض کر دیا کہ حضور میں فیل ہوگیا ہوں۔ میں نے حضورؑ کو لاہور سے آئی ہوئی ساری خبر بتا دی اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ

آپ کوئی فکر نہ کریں آپ اگلے سال امتحان دیدیں اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کر دیگا۔ دیکھو قادیان میں جتنے ہمارے دشمن آریہ تھے وہ سب تباہ ہو گئے ہیں اور یہ لوگ ختم ہو جائیں گے۔ اس خوشخبری کے بعد میں نے پھر تعلیم الاسلام سکول میں ملازمت اختیار کر لی اور اس عرصہ میں میں نے امتحان کی کوئی تیاری نہ کی۔ آخر کار امتحان میں جب دو یا تین ماہ رہ گئے تو میں نے لاہور جا کر نامکمل تیاری کر کے وہی قانونی امتحان دیدیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو گیا۔ اس کامیابی کی خبر مجھے عین اُس دن اور اُس وقت ملی جب میں لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے دن خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان کے باہر دیگر احبابِ جماعت کے ساتھ غم کی حالت میں کھڑا تھا۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

حضور کی وفات سے قریباً ایک ماہ پہلے میں اپنے تایا حضرت میاں چراغ الدین صاحب کے ساتھ قادیان گیا تھا جب حضور کو تایا صاحب مرحوم کے آنے کی خبر ملی تو حضور نے میٹھا شربت بنوایا اور اپنے مکان کی غربی جانب چھت پر ہمیں بلا کر ملے۔ حضور نے وہ شربت تایا صاحب کو بھی پلایا اور مجھے بھی پلایا۔ حضور نے چند باتوں کے بعد فرمایا کہ "جلدی جلدی آنا چاہیئے اب وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے"۔ حضور کے اِن الفاظ کی تصدیق حضور کی وفات پر آخر کار ہو گئی۔ قادیان میں حضور کے ساتھ وہ ہماری آخری ملاقات تھی۔

وفات سے ایک دن پہلے عصر کی نماز کے لئے جب خواجہ صاحب کے مکان کے کمرہ میں حضور تشریف فرما تھے تو ایک غیر احمدی ڈاکٹر محمد سعید جو لاہور کا باشندہ تھا وہاں آگیا اور اُس نے حضور سے کچھ سوالات احمدیت کے متعلق کئے۔ لیکن حضور نے نہایت ہی مختصر جواب دیکر فرمایا کہ میں اب اپنا کام ختم کر چکا ہوں اور میں نے سب کچھ اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے۔ اِس کے بعد حضور اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ حضور کا یہ مختصر جواب اور الفاظ غیر معمولی تھے کیونکہ حضور ہمیشہ بڑی وسعت کے ساتھ سوالات کا جواب دیا کرتے تھے۔ اُس کے دوسرے دن جب حضور کی وفات ہو گئی تو حضور کے اُن کلمات کی سمجھ آئی۔ وہ ڈاکٹر مجھے خوب جانتا تھا۔ خاکسار نے اُس ڈاکٹر سے کچھ دن بعد مل کر کہا تھا کہ اِس بات کی تصدیق لکھ کر مجھے دیدو لیکن وہ ٹال گیا کیونکہ وہ متعصب اہلِ حدیث گروہ میں سے تھا۔

حضور کی وفات کے بعد جب حضور کا چہرۂ مبارک دیکھنے کے لئے احبابِ جماعت کمرہ کے اندر گئے تو ایک ہندو بوڑھا آریہ جس کو سوامی کے نام سے بلایا جاتا تھا وہ بھی اندر ہمارے ساتھ چلا گیا اور اُس نے حضور کا چہرۂ مبارک دیکھا۔ وہ میرا واقف تھا جب ہم باہر آئے تو اُس ہندو نے مجھے کہا کہ مرزا صاحب تو سوئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ حضور کے چہرۂ مبارک پر موت کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے۔ اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ اٰل محمّدٍ واصحاب محمّدٍ وعلیٰ عبدک المسیح الموعود و بارک وسلم انّک حمیدٌ مجید ؏

صحابہ کرام حضرت مسیح موعودؑ کی شاندار قربانیاں

(مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ احمدیہ ۔ حیدر آباد)

آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم سے معلوم ہوتا ہے کہ امّتِ محمّدیہ کا جو آخری موعود آنے والا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل مظہر اور بروز ہو گا اس لئے اس پر ایمان لانے والے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے مثیل اور انہی کے رنگ میں رنگین ہوں گے ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

مبارک وہ جو اب ایمان لایا　　صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی　　فسبحان الّذی اخزی الاعادی

اسی طرح حضورؑ فرماتے ہیں :-

" اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے ۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھا ۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے پایا ۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دل آزاری اور بد زبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے اٹھایا ۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے حاصل کی ۔ بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ روتے تھے ۔ بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ ہوتے تھے ۔ بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ خرچ کرتے تھے ۔ ان میں ایسے کئی لوگ پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہؓ کی سیرت تھی ۔ وہ خدا کا گروہ ہے جس کو خدا سنبھال رہا ہے اور ان کے سینوں کو آسمانی نعمتوں سے بھر رہا ہے اور آسمانی نشانوں سے ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہؓ کو کھینچا تھا ۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخرین منھم کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں ۔

اور ضرور تھا کہ خدا کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔" (ایام الصلح صـ۷۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

"آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک مولوی نورالدین صاحب اِس جماعت میں عملی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں دوسرے ایسے ہیں اور ایسے ہیں۔ مَیں نہیں جانتا کہ آپ اِس افترا کا کیا خدا تعالےٰ کو جواب دیں گے۔ مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اِس قدر روتے ہیں کہ اُن کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ مَیں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اِس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروؤں سے جو اُن کی زندگی میں اُن پر ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ اِن کو بہتر خیال کرتا ہوں۔ اور ان کے چہرے پر صحابہؓ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی مَیں ہمیشہ ان کو اَور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں۔" (سیرۃ المہدی حصّہ اول صـ۱۶۵)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسیہ کے ذریعہ سے جو جماعت تیار کی گئی وہ صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح جملہ انبیاء کی جماعتوں سے ارفع اور افضل مقام پر فائز کی گئی اور جو شاندار قربانیاں اور اخلاص کے عظیم الشان نمونے انہوں نے دکھائے وہ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوسی صحابہؓ کے اَور کسی جماعت میں کبھی نہیں پائے گئے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کا حال دیکھیں تو انہوں نے جو نمونہ دکھایا وہ سخت قابلِ افسوس تھا۔ ان کا یہ جواب کتنا مایوس کن تھا کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔ کہ "اے موسیٰ تُو اور تیرا رب دونوں دشمن کے مقابلہ پر جا کر جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں"۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا نمونہ جو اناجیل سے ثابت ہے ہرگز خوش کن نہیں۔ ان کے ایک مقرب حواری یہودا اسکریوطی نے تو انہیں چند روپے لیکر گرفتار کرا دیا۔ اور پطرس نے جو اُن کا خلیفہ بننے والا تھا ان پر لعنت بھیجی اور باقی حواری بھاگ گئے۔

مگر مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مخلص جاں نثاروں کی وہ پاک جماعت عطا فرمائی جس نے شاندار جانی و مالی قربانیاں کیں اور وفا شعاری، مہر و محبّت اور اخلاص و اطاعت کا نہایت عظیم الشان ریکارڈ قائم

کر دیا۔ جب جان دینے کا وقت آیا تو مردانہ وار شادمانی کے گیت گاتے ہوئے اپنی جانیں جان آفرین کے سپرد کر دیں۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ اور حضرت مولوی عبد الرحمٰن خان صاحبؓ کی شہادتوں کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔

جب وطنوں اور عزیز و اقارب کی قربانی کا وقت آیا تو ان عاشقانِ زار نے اپنے پیارے وطنوں کو خیر باد کہا اور ہجرت کر کے اپنے محبوب آقا مسیح پاکؑ کی بستی میں آ گئے اور وہیں دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ چنانچہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اوّلؓ نے اپنے آقا کے محض ایک اشارے پر اپنے وطن کا خیال تک دل سے نکال دیا اور زندگی بھر پھر اپنے شہر بھیرہ کی طرف کبھی منہ نہ کیا۔ اسی طرح حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ مالیر کوٹلہ کے نواب خاندان کے چشم و چراغ تھے اور عقیدۃً شیعہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق کی برکت سے شیعیت سے توبہ کی اور حضورؑ کی بیعت میں شامل ہو گئے۔ آپ نے اپنے اندر غیر معمولی اور خارق عادت تبدیلی پیدا کی۔ مالیر کوٹلہ میں شاہی محلوں میں پرورش پانے والا شاہزادہ اپنے محلات اور جاہ و حشمت کو لات مار کر قادیان کی چھوٹی سی بستی میں آ بیٹھا۔ اس نے شاہانہ کرو فر کو ترک کیا اور قادیان میں ایک معمولی درویش بن کر اپنے آقا کے قدموں میں رہنے لگا۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ بہت سی صفاتِ حسنہ کے مجموعہ تھے۔ آپ متقی، غریب پرور، تہجد گزار، رسم و رواج کے مخالف، قرآن کریم اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق، نخوت و تکبر سے کوسوں دور، دل کے حلیم، مسکین اور منکسر المزاج تھے۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:-

"نواب صاحب کی طبیعت میں بہت انکسار تھا۔ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لاتے تو عموماً سب سے آخری صف میں جوتیوں کے قریب بیٹھ جاتے اور کبھی یہ کوشش نہ کرتے کہ نمازیوں کے کندھوں سے پھاند کر آگے بڑھیں۔ ہاں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی بات کے لئے بلاتے کہ نواب صاحب ہیں تو آگے آ جائیں تب آگے آتے اور یہی طریق حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا تھا کہ وہ بھی مسجد میں آ کر سب سے پیچھے بیٹھ جاتے تھے اور بغیر اسکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو آگے بلائیں پیچھے ہی بیٹھے رہتے۔"

(اصحاب احمد حصہ دوم صـ ۳۹۴)

مکرم میاں عبد الرحمٰن خان صاحب بیان فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے بیان فرمایا کہ نبی پر ابتداء میں غریب ہی ایمان لاتے ہیں۔ باہر سے ایک ایڈیٹر اخبار یا رسالہ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے ہاں تو ایک

نواب صاحب بھی آئے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو جا کر دیکھیں۔ اس نے دیکھا اور بیان کیا کہ واقعی وہ غریب طبع ہیں اور نوابوں والا کروفر ان میں نہیں۔"

(اصحاب احمد حصہ دوم ص۳۹۵)

ڈاکٹر ٹی۔ ایل۔ پینل۔ ڈی۔ ڈی۔ بنوں صوبہ سرحد میں چرچ مشنری سوسائٹی کی طرف سے متعین تھے اور کافی عرصہ تک سرکاری اور آزاد علاقہ میں تبلیغ مسیحیت کا کام کرتے رہے۔ سائیکل پر انہوں نے سارے ہندوستان کا دورہ کیا۔ چنانچہ ۴ر جنوری ۱۹۰۴ء کو قادیان بھی آئے۔ وہ بیان کرتے ہیں:۔

"مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کی سادہ مزاجی قابلِ تعریف ہے اور اس میں شک نہیں کہ وہ اس معاملہ میں پگٹ اور ڈوئی پر سبقت لے گئے ہیں۔

مرزا صاحب کے مریدوں میں سادگی کی مشہور و معروف مثال ریاست مالیرکوٹلہ کے نواب میں موجود ہے کہ جنہوں نے اپنی ریاست کے انتظام اور عیش و عشرت کو لات مار کر ایسے چھوٹے سے مکان میں رہنا اور دل و جان سے مرزا صاحب کی خدمت کرنا پسند کیا ہے۔ ایسے تعلیم یافتہ لیکن سادہ مزاج نواب سے میری ملاقات ہونا میرے لئے قادیان کی ایک اعلیٰ ترین یادگار ہے۔"

(سفرنامہ ابن السبیل بحوالہ تاثراتِ قادیان)

غرض حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کا وجود ایک پاک نمونہ تھا اور امراء کے لئے تو خصوصاً آپ ایک عظیم الشان حجت تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا کہ آپ "حجۃ اللّٰہ" ہیں۔

جب مالی قربانیوں کے لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کا مقام اس سلسلہ میں نہایت ہی بلند ہے اور یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ ان پاک طینت جاں نثاروں نے دینِ اسلام کی خدمت کے لئے اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا۔ خود فاقے برداشت کئے۔ سادگی اور مسکینی سے وقت گزارا مگر دین کے لئے بے نظیر قربانیاں پیش کیں۔ حضرت منشی روڑے خان صاحبؓ کا یہ واقعہ کتنا ایمان افروز اور روح پرور ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے حضور فرماتے ہیں:۔

"مجھے وہ نظارہ نہیں بھولتا اور نہیں بھول سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک دن باہر سے مجھے کسی نے آواز دیکر بلوایا اور خادمہ یا کسی بچے نے بتایا کہ دروازہ پر ایک آدمی کھڑا ہے اور آپ کو بلا رہا ہے۔ میں

باہر نکلا تو منشی روڑے خاں صاحب مرحوم کھڑے تھے۔ وہ بڑے تپاک سے آگے بڑھے مجھ سے مصافحہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے اپنی جیب سے دو یا تین پونڈ نکالے اور مجھے کہا کہ یہ اماں جان کو دے دیں اور یہ کہتے ہی ان پر ایسی رقّت طاری ہو گئی اور وہ چیخیں مار کر رونے لگ گئے اور ان کے رونے کی حالت اِس قسم کی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہے میں کچھ حیران سا ہو گیا کہ یہ کیوں رو رہے ہیں مگر میں خاموش کھڑا رہا اور انتظار کرتا رہا کہ وہ خاموش ہوں تو ان کے رونے کی وجہ دریافت کروں۔ اسی طرح وہ کئی منٹ تک روتے رہے۔ (منشی روڑے خاں صاحبؓ نے بہت ہی معمولی ملازمت سے ترقی کی تھی۔ پہلے کچہری میں وہ چپڑاسی کا کام کرتے تھے پھر اہلمد کا عہدہ آپ کو مل گیا۔ اس کے بعد نقشہ نویس ہو گئے۔ پھر اَور ترقی کی تو سررشتہ دار ہو گئے۔ اِس کے بعد ترقی پا کر نائب تحصیلدار ہو گئے اور پھر تحصیلدار بن کر ریٹائر ہوئے۔ ابتدا میں اُن کی تنخواہ دس پندرہ روپے سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔) جب اُن کو ذرا صبر آیا تو میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ روئے کیوں ہیں؟ وہ کہنے لگے میں غریب آدمی تھا مگر جب بھی مجھے چھٹی ملتی قادیان آنے کے لئے چل پڑتا تھا۔ سفر کا بہت سا حصہ میں پیدل ہی طے کرتا تھا تاکہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہو جاتا۔ یہاں آ کر جب میں امراء کو دیکھتا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑا روپیہ خرچ کر رہے ہیں تو میرے دل میں خیال آتا کہ کاش میرے پاس بھی روپیہ ہو اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بجائے چاندی کا تحفہ لانے کے سونے کا تحفہ پیش کروں۔ آخر میری تنخواہ کچھ زیادہ ہو گئی اور میں نے ہر مہینے کچھ رقم جمع کرنی شروع کر دی اور میں نے اپنے دل میں یہ نیّت کی کہ جب یہ رقم اِس مقدار تک پہنچ جائے گی جو میں چاہتا ہوں تو میں اسے پونڈ کی شکل میں تبدیل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ پھر کہنے لگے جب میرے پاس ایک پونڈ کے برابر رقم جمع ہو گئی تو وہ رقم دے کر میں نے ایک پونڈ لے لیا۔ پھر دوسرے پونڈ کے لئے رقم جمع کرنی شروع کر دی اور جب کچھ عرصہ کے بعد اس کے لئے رقم جمع ہو گئی تو دوسرا پونڈ لے لیا۔ اِسی طرح میں آہستہ آہستہ کچھ رقم جمع کر کے انہیں پونڈوں کی صورت میں تبدیل کرتا رہا اور میرا منشاء یہ تھا کہ میں یہ پونڈ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کروں گا۔ مگر جب دل کی آرزو پوری

ہو گئی اور پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو ــــ یہاں تک وہ پہنچے تھے کہ پھر ان پر رقت کی حالت طاری ہو گئی اور وہ رونے لگ گئے۔ آخر روتے روتے انہوں نے اِس فقرہ کو اِس طرح پورا کیا کہ جب پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔

یہ اخلاص کا کیسا شاندار نمونہ ہے کہ ایک شخص چندے بھی دیتا ہے قربانیاں بھی کرتا ہے، مہینہ میں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ تین تین دفعہ جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان پہنچ جاتا ہے، سلسلہ کے اخبار اور کتابیں بھی خریدتا ہے اور ایک معمولی سی تنخواہ ہوتے ہوئے .... اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ امیر لوگ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سونا پیش کرتے ہیں تو میں ان سے پیچھے کیوں رہوں۔ چنانچہ وہ نہایت قلیل تنخواہ میں سے ماہوار کچھ تنخواہ جمع کرتا اور ایک عرصہ دراز تک جمع کرتا رہتا ہے۔ نہ معلوم اِس دور میں اُس نے اپنے گھر میں کیا کیا تنگیاں برداشت کی ہوں گی، کیا کیا تکلیفیں تھیں جو اُس نے جھیلی ہوں گی محض اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اشرفیاں پیش کر سکے۔ مگر جب اس کی خواہش کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت اُس کو اِس رنگ میں خوشی حاصل کرنے سے محروم کر دیتی ہے جس رنگ میں وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔"

(اصحاب احمد جلد چہارم صلا)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ انتہائی محبت کرنے والے، انتہائی وفادار، انتہائی مخلص اور عشق و محبت کا نہایت عجیب نمونہ تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان صادق جاں نثاروں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین +

معرفت کی خوردبین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"انسان کے اندر بہت سے گناہ ایسی قسم کے ہیں کہ وہ معرفت کی خوردبین کے سوا نظر ہی نہیں آتے۔"

(ملفوظات جلد پنجم ص۹۶)

"اسلام افریقہ میں عیسائیت سے بازی لے جائیگا"

برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری کا اعتراف

آج افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کے مابین ایک زبردست روحانی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو شکست دے کر پورے برّاعظم پر چھا جانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ہر چند کہ دونوں اپنا پورا زور لگا رہے ہیں تاہم مقابلہ ظاہری ساز و سامان کے اعتبار سے برابر کا نہیں ہے۔ ایک طرف تو عیسائی پادریوں اور مناّدوں کی زبردست جمعیت ہے اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کے بے سرو سامان چند سرفروش مجاہد۔ ایک طرف سَو سالہ مشنری سرگرمیوں کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی کامیابیوں اور بڑی بڑی عیسائی حکومتوں کی امداد و اعانت کا نشہ ہے اور دوسری طرف غریب و فاقہ کش اور تہیدست و کھال مست مبلّغینِ اسلام کا ایک نہایت ہی مختصر طائفہ۔ ایک طرف ہزاروں ہزار اسکول، بڑے بڑے ہسپتال، مشن ہاؤس اور عالیشان گرجا ہیں اور دوسری طرف چند ایک مدارس اور بہت قلیل التعداد مساجد۔ قلیل التعداد اس لئے کہ ان کی تعداد چند سَو سے زیادہ نہیں۔ ایک طرف وسائل کی بہتات ہے اور دوسری طرف وسائل کا یکسر فقدان۔ الغرض ظاہری ساز و سامان اور وسائل کے اعتبار سے وہاں اسلام کی مثال اُس ننھی سی چڑیا کی سی ہے جو یا نہی نہیں بلکہ اپنے سے سینکڑوں اور ہزاروں گُنا زیادہ ہیبتناک اور طاقتور عقاب پر جھپٹنے اور اُسے ختم کر دینے کی کوشش میں مصروف ہے۔

دنیا حیران ہے اور اُس کی یہ حیرت بے محل نہیں، کہ اِس ننھی سی چڑیا میں یہ ہمّت و جرأت اور عزم و حوصلہ کہاں سے آ گیا جس نے اُسے اپنے سے ہزاروں گنا زیادہ طاقتور اور مہیب دشمن سے نبرد آزما ہونے پر آمادہ کر رکھا ہے۔ دنیا اِس عزم و حوصلہ اور ہمّت و جرأت پر ہی حیران نہیں ہے بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر حیرانی اُسے اِس بات پر ہے کہ یہ ننھی سی بے حیثیت چڑیا ہر ہر قدم پر عقاب کو شکست دیکر ایک مورچہ کے بعد دوسرا مورچہ سر کرتی اور برابر آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اِس پر حیرت و استعجاب کا اظہار خود عیسائی پادری اور مناّد کر رہے ہیں۔ چنانچہ اُن کی طرف سے آئے دن ایسے بیانات شائع ہوتے رہتے ہیں جو اسلام کے اِن بے سرو سامان اور تہیدست و کھال مست مٹھی بھر مجاہدینِ اسلام کے بالمقابل خود اُن کی اپنی ناکامیوں کے اعتراف پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں

برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے۔ٹی۔واٹسن (Rev. J.T. Watson) نے ایسا ہی ایک بیان کیپ ٹاؤن میں دیا ہے۔ وہ کینیا کے مقام لیمورو میں بائبل سوسائٹیوں کے سیکرٹریوں کی دس روزہ کانفرنس میں شرکت کے بعد برطانیہ واپس جاتے ہوئے راستہ میں دو ایک روز کے لئے کیپ ٹاؤن میں ٹھہرے تھے۔ ان کا یہ بیان افریقہ کے قریباً تمام اخباروں میں شائع ہوا ہے۔ ذیل میں ہم سیرالیون کے شہر فری ٹاؤن سے شائع ہونے والے اخبار "ڈیلی میل" میں شائع شدہ خبر کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اخبار مذکور ریورنڈ واٹسن کے بیان پر مشتمل خبر شائع کرتے ہوئے رقمطراز ہے:-

"کیپ ٹاؤن، ۷ر نومبر (بروز جمعرات)۔ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے۔ٹی۔ واٹسن نے آج کیپ ٹاؤن میں اس خیال کا اظہار کیا کہ یہ بات عین ممکن ہے کہ قریب مستقبل میں اسلام افریقہ کے ایک عوامی مذہب کی حیثیت سے عیسائیت کو شکست دے کر اس کی جگہ لے لے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ دنیا کی آبادی دس لاکھ نفوس فی ہفتہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے لیکن چرچ دنیا کی روحوں کو جیتنے اور انہیں عیسائیت کا گرویدہ بنانے کی جدّوجہد میں ناکام ہوتا جا رہا ہے۔

مسٹر واٹسن دو روز کے لئے کیپ ٹاؤن آئے ہوئے ہیں۔ آپ افریقہ میں بائبل سوسائٹیوں کے سیکرٹریوں کی دس روزہ کانفرنس میں شرکت کے بعد جو کینیا کے مقام لیمورو میں منعقد ہوئی تھی انگلستان واپس جاتے ہوئے کیپ ٹاؤن تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے افریقہ میں زیادہ عرصہ ٹھہرنے کا موقع نہیں ملا ہے اس لئے میں افریقہ کے نئے آزاد ملکوں میں غیر ملکی پادریوں اور اُن کی کلیسیائی تنظیم کے خلاف مخالفانہ جذبہ سے پورے طور پر آگاہ نہیں ہوں تاہم موجودہ صورتِ حال فوری توجہ کی محتاج ضرور ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم مقامی پادریوں کے لئے اپنے دروازے کھول دیں اور اگر ہمارا وہاں سے چلا آنا ہی بہتر ہو تو چلے آئیں۔

انہوں نے مزید کہا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام افریقہ میں برابر ترقی کر رہا ہے۔ اگر ایک شخص عیسائیت قبول کرتا ہے تو اسلام اس کے مقابلہ میں دو افراد کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیتا ہے۔ ابھی موقع ہے کہ ہم اپنے آپ کو سنبھال لیں۔ ہمیں اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے لیکن اس امر کا قوی امکان موجود ہے کہ ہم اس موقع کو گنوا دیں گے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ اسلام عیسائیت سے بازی

لے جائے گا۔" ("ڈیلی میل"۔۔۔ فری ٹاؤن، مورخہ ۸ رنومبر ۱۹۶۲ء)

اگر دیکھا جائے تو ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن کا یہ بیان جواب ہے آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر رامزے کے اُس بیان کا جو انہوں نے اپریل ۱۹۶۳ء میں افریقہ کی صورتِ حال کا بچشم خود مشاہدہ و مطالعہ کئے بغیر ایک ٹیلیویژن انٹرویو میں دیا تھا اور جس میں انہوں نے افریقہ میں اسلام کی روزافزوں ترقی کی اہمیت کو گرانے کی کوشش کرتے ہوئے یہ ظاہر کرنا چاہا تھا کہ اسلام کی یہ ترقی عیسائیت کے لئے کسی خطرہ یا الارم کا موجب نہیں ہے کیونکہ وہاں عیسائیت نے اپنے آپ کو سنبھالا ہوا ہے اور وہ بہت جلد وہاں پھر آگے بڑھنا شروع کر دے گی۔ انہوں نے کہا تھا:۔

"اسلام کی یہ پیش قدمی عیسائیت کے لئے کسی خسارہ یا نقصان کا موجب نہیں کیونکہ اسلام افریقہ کے صرف قدیم مشرک باشندوں میں ہی پھیل رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عیسائیت نے وہاں اپنے آپکو سنبھالا ہوا ہے اور وہ پاؤں جمائے کھڑی ہے۔ اور اگر عیسائیت ان غیر معمولی نوعیت کے پُرمحن سالوں میں بھی اپنے آپکو سنبھالے ہوئے ہے تو اُس وقت جبکہ ہم اِس پُرمحن دَور سے سبق حاصل کر کے بہتر طور پر اپنے فرائض انجام دینے کے قابل ہو جائیں گے عیسائیت پھر آگے بڑھنا شروع کر دے گی۔"

(یوگنڈا آرگس ۱۶ راپریل ۱۹۶۳ء)

اگرچہ یوگنڈا میں جماعت احمدیہ کے مبلغ اسلام مکرم مولانا محمد اسحاق صوفی نے ایک مکتوب کے ذریعہ جو یوگنڈا آرگس کی ۲۰ راپریل ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا اُسی وقت آرچ بشپ آف کنٹربری کے اِس بیان کو چیلنج کیا تھا۔ (حوالہ کے لئے دیکھیں ماہنامہ "انصار اللہ" بابت مئی ۱۹۶۳ء) تاہم نو مہینے گزرنے کے بعد خود برطانیہ ہی کے ایک مشہور عالم مشنری ادارہ کے سربراہ ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن نے افریقہ کی صورتِ حال کا موقع پر بچشم خود مطالعہ کر کے آرچ بشپ کے بیان کی تردید کر دی۔ آرچ بشپ صاحب نے تو انگلستان میں ہی بیٹھ کر کہا تھا کہ افریقہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی عیسائیت کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں ہے لیکن ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن صاحب نے افریقہ کی سرزمین پر یہ اعلان کر دیا (اور اس کے سوا چارہ بھی نہ تھا) کہ عین ممکن ہے کہ قریب مستقبل میں اسلام افریقہ کے ایک عوامی مذہب کی حیثیت سے وہاں عیسائیت کو شکست دے کر اُس کی جگہ لے لے۔

آرچ بشپ صاحب نے تو کہا تھا کہ اُس وقت جب ہم اِس پُرمحن دَور سے سبق حاصل کر کے بہتر طور پر اپنے فرائض انجام دینے کے قابل ہو جائیں گے تو عیسائیت پھر آگے بڑھنا شروع کر دے گی، اس کے بالمقابل ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن

صاحب کا ذاتی مشاہدہ یہ ہے کہ اس امر کا قوی امکان موجود ہے کہ موجودہ صورت حال سے عہدہ برآ نہ ہو سکے اور اسلام عیسائیت سے بازی لے جائے۔ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری کا یہ حقیقت افروز بیان اس امر پر گواہ ہے کہ مٹھی بھر احمدی مبلغین اسلام کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجہ میں اسلام کو افریقہ میں جو روز افزوں ترقی حاصل ہو رہی ہے وہ اسلام کو افریقہ میں غالب کرنے پر منتج ہوئے بغیر نہ رہے گی اور اس وقت افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کے مابین جو روحانی جنگ لڑی جا رہی ہے اس میں بالآخر اسلام ہی فتحیاب ہوگا اور افریقہ پر آئندہ صلیب کا نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہلالی پرچم لہرائے گا۔

یہ صورت حال حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہی ہے کیونکہ آپ نے آج سے ساٹھ ستر سال قبل اس زمانہ میں جبکہ عیسائی پادری اور منّاد قوت و اقتدار کے نشہ میں سرشار ہونے کے باعث ساری دنیا کو عیسائی بنانے کے خواب دیکھ رہے تھے اور بیسویں صدی شروع ہوتے ہی مشرق کے دیگر علاقوں میں بالعموم اور براعظم افریقہ میں بالخصوص عیسائیت کو ایک عوامی مذہب کے طور پر غالب کرنے کے منصوبے باندھ رہے تھے پوری تحدّی سے اعلان فرمایا تھا کہ عیسائیوں کے یہ سب منصوبے خاک میں مل جائیں گے اور ان کی تمام تدبیریں دھری کی دھری رہ جائیں گی کیونکہ آسمان پر خدا تعالیٰ اسلام کو دنیا میں از سرِ نو غالب کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے اور میرے آنے کے ساتھ ہی غلبۂ اسلام کی بر اٹل اور غیر مبدل تقدیر نافذ ہو کر رو بہ راہ آ چکی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تھا:۔

"قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کُند ہوگا جب تک دجّالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

افریقہ کی صورت حال کے متعلق برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے۔ ٹی۔ واٹسن کا تازہ ترین بیان جو ہم اوپر درج کر چکے ہیں اس امر پر گواہ ہے کہ یہ سب باتیں جن کی خبر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے ساٹھ ستر سال قبل دی تھی آج پوری ہو رہی ہیں اور ہوتی چلی جائیں گی یہاں تک کہ اسلام

پورے کرۂ ارض پر محیط ہو کر توحید کے سچے پرستاروں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی نام لیواؤں سے بھر جائے گی۔

اے خدا تو دنیا سے صلیب کے غلبہ کو مٹا کر جلد اسلام کو دنیا میں غالب کر اور غلبۂ اسلام کے اُن وعدوں کو جو تُو نے اپنے مامور کی وساطت سے کئے ہیں تمام و کمال پورا فرما تاکہ ہم اپنی زندگی میں ہی اسلام کے موعودہ غلبہ کو دیکھ لیں۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر +

سچائی اور حق کا غلبہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" دنیا کو علم نہیں ہے کہ آجکل عیسائی کیا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی کس قدر ذریّت کو انہوں نے برباد کیا ہے۔ کس قدر خاندان ان کے ہاتھوں نالاں ہیں۔ گویا دنیا کا تختہ بالکل پلٹ گیا۔ اب خدا کی غیرت نے نہ چاہا کہ اُس کی توحید اور جلال کی ہتک ہو اور اُس کے رسولؐ کی زیادہ بے عزّتی کی جاوے۔ اُس کی غیرت نے تقاضہ کیا کہ اپنے نور کو اب روشن کرے اور سچائی اور حق کا غلبہ ہو۔ سو اُس نے مجھے بھیجا اور اب میرے دل میں تحریک پیدا کی کہ میں ایک حجرہ بیت الدعا صرف دعا کے واسطے مقرر کروں اور بذریعہ دعا کے اس فساد پر غالب آؤں تاکہ اوّل آخر سے مطابق ہو جائے اور جس طرح سے پہلے آدم کو دعا ہی کے ذریعہ سے شیطان پر فتح نصیب ہوئی تھی اب آخری آدم کے مقابل آخری شیطان پر بھی بذریعہ دعا فتح ہو۔" (البدر ۳ اپریل ۱۹۰۳ء)

اہم مرکزی اعلانات

مجالس انصار اللہ کی اطلاع کیلئے

مجالس انصار اللہ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شوریٰ انصار اللہ ۱۹۶۳ء کی منظور شدہ جملہ تجاویز اور -/۵۵۰۰۰ روپے کا بجٹ آمد و خرچ برائے ۱۹۶۴ء (جس میں -/۲۰۰۰ روپے کی رقم مشروط بآمد ہوگی) کی منظوری عطا فرما دی ہے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

دسمبر کا مہینہ اور انصار اللہ کی ذمہ داری

مجلس کا مالی سال ۳۱ر دسمبر کو ختم ہو رہا ہے۔ دسمبر کا مہینہ انصار اللہ کیلئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس مہینہ میں ہر رکن کا پورے سال کا چندہ وصول ہو کر مرکز میں پہنچ جانا چاہیئے۔ عہدہ داران اپنی مجلس کا جائزہ لیکر پوری کوشش اور مستعدی کے ساتھ بقایاجات وصول کر کے مرکز میں بھجوا دیں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

مجلس انصار اللہ کے اراکین سے جو چندے وصول کئے جاتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ چندہ مجلس :۔ آمد پر ½ نیا پیسہ فی روپیہ

۲۔ اشاعت لٹریچر:۔ ایک روپیہ سالانہ فی رکن۔

۳۔ سالانہ اجتماع :۔ ایک روپیہ سالانہ فی رکن۔

۴۔ چندہ تعمیر :۔ حسب حیثیت۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

ترسیل بجٹ ۱۹۶۴ء

۱۹۶۴ء کا بجٹ بھجوانے کے لئے جملہ مجالس کو مطبوعہ بجٹ فارم بھجوائے جا چکے ہیں براہ کرم انہیں مکمل فرما کر جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے ہوئے اپنے ساتھ لیتے آئیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

بچوں کا صفحہ

مقدّس لڑکے کی پہلی دُعا

(محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی)

ہمارے آقا نبیؐ اکرم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن میں ایک دعا مانگی تھی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دعا تھی۔ محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے حضورؐ کی دعا اور اس کی قبولیت کے واقعہ کو بچوں کے لئے بہت پیارے انداز میں لکھا ہے۔ امید ہے بچے اسے بہت دلچسپی سے پڑھیں گے۔ (ادارہ)

اب یتیم بچہ اپنے چچا (ابوطالب) کے پاس رہنے لگا۔ چچا نے فی الحقیقت اپنے بچوں سے زیادہ اس کی دلجوئی کی۔ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے۔ جہاں تک اُن سے بنتا اُس کے آرام و راحت کا خیال رکھتے اور کوئی بات کبھی اُس کی مرضی کے خلاف نہ کرتے۔

بھتیجے کی عادتیں ایسی اعلیٰ درجہ کی اور اتنی پاکیزہ تھیں کہ ابوطالب دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے تھے۔ اُن کو نہ صرف بھتیجے سے محبت تھی بلکہ اُن کے دل میں اُس کی بزرگی کا بھی سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مکہ میں سخت قحط پڑا کیونکہ بارش نہ ہوئی تھی۔ اور ایک قطرہ بھی آسمان سے نہ برسا تھا۔

مکہ والے نہایت پریشان ہوئے کہ کیا کریں۔ ابوطالب نے اس موقع پر اپنے بھتیجے سے کہا کہ :" میاں! لوگ پانی کے بغیر بے حد مضطرب ہیں۔ تمہارا دل معصوم اور زبان پاک ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری زندگی بڑی عجیب زندگی ہے۔ شہر والوں کو ساتھ لے جاؤ اور جنگل میں جا کر پانی کے لئے خدا سے دعا مانگو"

بھتیجے نے کہا :" چچا! میں کیا اور میری دعا کیا؟ یہ کام تو بڑے اور بزرگ آدمیوں کا ہے میں تو ابھی بچہ ہی ہوں۔ مگر آپ کے حکم کی تعمیل سے مجھے انکار نہیں۔ چلئے میں دعا مانگتا ہوں۔ کیا عجب کہ خدا مجھ کمزور کی دعا سُن لے اور قحط دُور ہو جائے"۔

چنانچہ اہلِ مکہ کے سارے معزز اصحاب کے ہمراہ ہمارا ننھا آقا جنگل میں گیا اور سارے مجمع کے آگے کھڑے ہو کر اُس نے اپنے ننھے ننھے ہاتھ دعا کے لئے آسمان کی طرف اُٹھا دیئے۔

بادلوں کے فرشتے شاید اِس بات کے منتظر ہی بیٹھے تھے۔ دعا مانگتے ہی اتنی بارش ہوئی کہ قحط کی ساری تکلیف دُور ہو گئی۔ اور مکہ والوں کے سوکھے دھانوں میں پانی پڑ گیا۔

قریش کو آج پہلی مرتبہ احساس ہوا
کہ اُن میں بھی ایک مقدس لڑکا موجود ہے۔

یہ تھی اُس مقدس لڑکے کی پہلی دعا۔
(ہمارا آقا)

وہ ہمارا ہوگیا اُس کے ہوئے ہم جاں نثار

(سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہوگیا اُس کے ہوئے ہم جاں نثار

مَیں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
مَیں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

پر مسیحا بن کے مَیں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نامِ احمدؐ جس پہ میرا سب مدار

دشمنو! ہم اُس کی راہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
کیا کرو گے تم ہماری نیستی کا انتظار

(درّثمین)

اللہ تعالی اپنے بندوں میں پاک تبدیلی چاھتا ھے

جب تک تبدیلی نہ ھو عذاب الہی سے رستگاری نہیں ملتی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :-

'' واضح رھے کہ جس حال میں وہ بلائیں جو شامت اعمال کی وجہ سے آتی ھیں اور جس کا نتیجہ جھنمی زندگی اور عذاب الہی ھے ان بلاؤں سے جو ترقیٔ درجات کے طور پر اخیار و ابرار کو آتی ھیں الگ ھیں ۔ کیا کوئی ایسی صورت بھی ھے جو انسان اس عذاب سے نجات پاوے ۔ اس عذاب اور دکھ سے رھائی کی بجز اس کے کوئی تجویز اور علاج نہیں ھے کہ انسان سچے دل سے توبہ کرے ۔ جب تک سچی توبہ نہیں کرتا یہ بلائیں جو عذاب الہی کے رنگ میں آتی ھیں اس کا پیچھا نہیں چھوڑتیں کیونکہ اللہ تعالی اپنے اس قانون کو نہیں بدلتا جو اس بارہ میں اس نے مقرر فرمایا ھے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم یعنی جب تک کوئی قوم اپنی حالت میں تبدیلی پیدا نہیں کرتی اللہ تعالی بھی اس کی حالت نہیں بدلتا ۔ خداتعالی ایک تبدیلی چاھتا ھے اور وہ پاکیزہ تبدیلی ھے ۔ جب تک وہ تبدیلی نہ ھو عذاب الہی سے رستگاری اور مخلصی نہیں ملتی ۔ یہ خداتعالی کا ایک قانون اور سنت ھے ، اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ھوتی ، کیونکہ خود اللہ تعالی ھی نے یہ فیصلہ کردیا ھے کہ و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا یعنی سنت اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ھوتی ۔ پس جو چاھتا ھے کہ آسمان میں اس کے لئے تبدیلی ھو یعنی وہ ان عذابوں اور دکھوں سے رھائی پاوے جو شامت اعمال نے اس کے لئے تیار کئے ھیں اس کا پہلا فرض یہ ھے کہ وہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے جب وہ خود تبدیلی کر لیتا ھے تو اللہ تعالی اپنے وعدہ کے موافق جو اس نے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم میں کیا ھے اس کے عذاب اور دکھ کو بدلا دیتا ھے اور دکھ سکھ سے تبدیل کر دیتا ھے ''

(تقریر ۲۸ اگست ۱۹۰۴ء بمقام لاھور)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں طبع ھؤا